

۶۸۶  
مَدِينَةُ  
۹۲  
الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ



سُني

# تَقْوِيَةُ الْإِيمَانِ

قَادِرِي



عَلَّامَةُ مُفْتِي مُحَمَّدٍ رِضَا الْمُصْطَفَى طَرْفُ الْقَادِرِي



مَكْتَبَةُ قَادِرِي

نَزْدِ مِيلَادِ مُصْطَفَى چوک سرکلر روڈ گوجرانولہ

فون: 237699



# اظہارِ شفقت

از: شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی مدظلہ  
ناظم اعلیٰ تنظیم المدارس عربیہ پاکستان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

محترم مولانا محمد رضا المصطفیٰ طریف القادری زید مجتہد، اہل سنت و جماعت کے  
نوجوان فاضل ہیں آپ درس و تدریس کے علاوہ تصنیف و تالیف اور اشاعت و تبلیغ میں  
بھی سرگرم عمل ہیں مخالفین اہلسنت کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھتے ہوئے ہر محاذ پر ان  
کا تعاقب فرماتے ہیں اس سلسلہ میں انھوں نے متعدد کتب تصنیف فرمائی ہیں۔  
زیر نظر کتاب ”سُنتی تقویۃ الایمان“ کو جس انداز سے انھوں نے ترتیب  
دیا ہے وہ اہم ہے اور زیادہ مفید بھی ہے کیونکہ اس سے عوام اہلسنت اپنے مسئلہ  
مسائل و عقائد کو مدلل طور پر سمجھ سکیں گے اور کتاب کے سہل اور اختصار کی وجہ  
سے عقائد و نظریات کو ضبط کرنے میں انھیں آسانی ہوگی جس سے مخالفین کے دجل و فریب  
کو سمجھنے میں آسانی سے مدد ملے گی۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین کی  
خدمت کے لیے مولانا کو مزید توفیق عطا فرمائے اور ان کی عمر اور مساعی جلیلہ کو بابرکت  
کے۔ آمین

(مفتی محمد عبد القیوم غفرلہ)  
۳۰ رجب المرجب ۱۴۱۳ھ



## انتساب

بنام

علوم جدیدہ و قدیمہ کے عظیم سکالر و سرتاج فقہاء

مترجم و مفسر قرآن: سالارِ قافلہ عاشقانِ فنا فی الرسولؐ

صاحب تصانیف کثیرہ: حامی سنت و قاطع شرک و

بدعت امام شاہ

احمد رضا فاضل بریلوی

رضی اللہ عنہ

گر قبول افتد زبے عز و شرف

محمد رضا المصطفیٰ طریف نقادی

بار سیزدہم: ۱۰۰۰

## فہرست مضامین

صفحہ	مضامین	نمبر شمار	صفحہ	مضامین	نمبر شمار
۳۵	وسیلہ تلاش کرنا	۲۰	۴	تاثرات	۱
۴۰	شرک اصغر	۲۱	۵	تقدیم	۲
۴۴	مدد کرنا۔ مد کیلئے پکارنا	۲۲	۱۲	توحید کا معنی	۳
۵۱	وصال شریف کے بعد استغاثت	۲۳	۱۳	شرک کا معنی	۴
۵۲	اختیارات و تصرفات	۲۴	۱۴	نقصانات شرک	۵
۶۱	گستاخانِ رسول علیہ السلام کی نشانیں	۲۵	۱۸	شرک کب ہوگا	۶
۶۳	دعا اور من دون اللہ	۲۶	۲۰	عالم ما کان و ما یکون	۷
۷۰	حاضر و ناظر	۲۷	۲۳	حضرت علی رضی اللہ عنہ اور علم قرآن	۸
۷۷	حیات الانبیاء	۲۸	۲۳	حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور علم قرآن	۹
۸۲	شفاعت	۲۹	۲۶	اسندہ حالات کا علم	۱۰
۸۸	بے مثل محبوب بے مثل ذکر	۳۰	۲۷	بچے کی پیدائش کا علم	۱۱
۹۳	نور انیت و بشریت	۳۱	۲۸	بارش کا علم	۱۲
۱۰۲	ختم نبوت	۳۲	۲۸	موت اور مرنے کی جگہ کا علم	۱۳
۱۰۵	بد مذہبوں سے اجتناب	۳۳	۲۹	قیامت کا علم	۱۴
۱۰۸	وما تمحل بہ اور ایصال ثواب	۳۴	۳۲	حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور علم غیب	۱۵
۱۱۳	اولادِ رسول اکرم علیہ السلام	۳۵	۳۳	علامہ جامی کا عقیدہ	۱۶
۱۱۶	حرمت ماتم	۳۶	۳۴	محدث دہلوی کی تحقیق	۱۷
۱۱۹	امامت و خلافت	۳۷	۳۴	وہابی مولوی کو علم غیب	۱۸
۱۲۱	گستاخانِ رسول علیہ السلام کی سزا	۳۸	۳۵	دیوبندی عالم کو علم غیب	۱۹
۱۲۲	سنی تقویۃ الایمان اور وہابی تقویۃ الایمان	۳۹			







ان کے بقول جب شاہ عبدالعزیز صاحب نے "تقویۃ الایمان" کو سنا تو فرمایا  
 "اگر بیمار یوں سے معذور نہ ہوتا تو (روشیہ میں) تحفۃ اثنا عشریہ کا سا اس کا  
 رد بھی لکھتا۔" کتاب مولانا اسماعیل اور تقویۃ الایمان "از علامہ ابوالحسن نیر فاردنی  
 دہلوی)۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ "دہابی تقویۃ الایمان" کس قدر مردود  
 و مفحوس اور اپنے نام کے برعکس کتنی ایمان کش اور ایمان کو ضائع کرنے والی  
 کتاب ہے کہ اس کی زد اور اس کے زہر سے اہل اسلام و عشاق رسول (صلی اللہ  
 علیہ وسلم) کے ایمان کی حفاظت کے لئے اکابر علماء عرب و عجم نے ہر طرف سے  
 اور اتنی کثرت سے خبیث گستاخانہ کتاب کا رد فرمایا۔ فخر اہم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء  
 کتاب "تقویۃ الایمان" اور اس کی تردید کی کشمکش میں مسلمانوں میں جو اختلاف  
 تفرقہ اور فتنہ و جھگڑا کھڑا ہوا اس سے مولوی اسماعیل دہلوی کی محبوبانِ خدا سے  
 عداوت، اہل اسلام کو خانہ جنگی میں مبتلا کر کے اسلام کو ضعف و نقصان پہنچانے  
 اور اہل اسلام کی قوت کو کمزور کرنے اور ان کے دلوں سے عشق رسالت کا جذبہ  
 ختم کر کے دشمنان اسلام، یہود و نصاریٰ کو خوش کرنے کی سازش کا بخوبی اندازہ  
 لگایا جاسکتا ہے اس لئے کہ بقول علامہ اقبال انگریزوں عیسائیوں  
 کی عکرائی کا سب سے اہم مقصد ہی یہی تھا کہ مسلمانوں کے دلوں سے عشق رسالت  
 اور جذبہ جہاد کو ختم کیا جائے۔ بلکہ عشق رسالت کو ختم کرنا ہی جذبہ جہاد کو ختم  
 کرنا ہے۔ اس لئے کہ عشق رسالت کے بغیر جذبہ جہاد و جذبہ سرفروشی پیدا ہی  
 نہیں ہو سکتا۔ بیساکہ کہا گیا ہے ۵

غلامانِ محمد جان دینے سے نہیں ڈرتے (صلی اللہ علیہ وسلم)  
 یہ سرکٹ جائے یا رہا ہاں کچھ پروا نہیں کرتے  
 الغرض ابیس دانگریز کا مسلمانوں کے متعلق یہ مشورہ و پروگرام طے پایا کہ

۵ وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں کبھی  
 روحِ محمد اس کے بدن سے نکال دو  
 فکرِ عرب کو دے دو فرنگی تحیلات  
 اسلام کو حجاز و عرب سے نکال دو

اور اسی چیز کو عرب میں محمد بن عبدالوہاب نجدی اور عجم میں اسماعیل دہلوی  
 نے عملی جامہ پہنایا اور مسلمانوں کے دلوں سے روحِ محمد اور عشق رسول کریم  
 صلی اللہ علیہ وسلم نکالنے کی تقریری و تحریری تحریک جاری کی جس کی ایک اہم  
 کڑی "دہابی تقویۃ الایمان" ہے۔ دلائل و لا قوۃ الا باللہ۔

یہی وجہ ہے کہ انگریز نے تقویۃ الایمان اور اس کی اشاعت میں خاص  
 دلچسپی لی۔ چنانچہ صوفی منش بزرگ مولوی شمس الدین (درویش دالے)  
 برادر پیر قاضی صدر الدین خلیفہ خانقاہ سراجیہ گندیال اپنی کتاب "غلغلہ"  
 میں "تقویۃ الایمان" کے متعلق رقمطراز ہیں کہ "انگریزوں نے مسلمانوں میں  
 سر پھول کے لئے۔۔۔ یہ کتاب لکھوائی۔ ۱۸۵۲ء میں انگریزوں نے رائل ایشیا  
 سوسائٹی لندن سے تقویۃ الایمان انگریزی میں ترجمہ کر دیا کہ اسے دور دراز  
 تک پھیلایا۔ (بحوالہ ہنٹر برہنہ از سر سید علی گڑھ ۵۷) پھر مشرق وسطیٰ کے  
 عیسائیوں نے اس کتاب کی تشہیر کے لئے مشہور عربی لغت "المعجم" میں اس کا  
 تذکرہ شائع کیا اور لکھا کہ اثبات توحید اور تردید شرک میں مولانا اسماعیل بن  
 عبدالغنی دہلوی نے بڑا کام کیا اور تقویۃ الایمان کتاب لکھی۔ ملاحظہ ہو  
 کہ خاندانِ ولی اللہ کے اکابر اور ان کی تصانیف کو نظر انداز کر کے شاہ اسماعیل  
 اور اس کی تقویۃ الایمان کا تذکرہ عیسائیوں نے ضروری سمجھا (غلغلہ ۵۸)  
 ڈاکٹر قمر ایم۔ اے۔ نے عربی میں کتاب "العلامہ فضل حق اخیر آبادی" لکھ کر



عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ اس کتاب کے صفحہ ۱۵۲ پر مذکور ہے کہ پروفیسر محمد شجاع الدین صدیقی نے تاریخ دیال سکھ کالج لاہور میں ۱۹۶۵ء میں پروفیسر خالد بنی کو لکھا اور اس بات کا اعتراف کیا کہ انگریزوں نے کتاب تقویۃ الایمان پر تنقید کی۔  
**بجنوری کا اعتراف :-** مولوی حسین احمد مدنی "دیوبندی کے حلقہ گوش" مولوی احمد رضا بجنوری نے لکھا ہے کہ "افسوس ہے اس کتاب 'تقویۃ الایمان' کی وجہ سے مسلمانان ہند و پاک جن کی تعداد میں کروڑوں سے زیادہ ہے اور تقریباً نوے فی صد حنفی مسلک ہیں، دو گروہ میں بٹ گئے ہیں۔ ایسے اختلافات کی نظیر دنیا میں اسلام کے کسی خطے میں بھی ایک امام اور ایک مسلک کے مانتے والوں میں موجود نہیں ہے۔" (انوار الباری باب ۱۸)

**خود اپنا اعتراف :-** کتاب "ارواحِ ثلاثہ" (حکایات علمائے دیوبند) میں لکھا ہے کہ "مولانا محمد اسماعیل نے تقویۃ الایمان لکھنے کے بعد اپنے خاص خاص لوگوں کو جمع کیا۔ ان کے سامنے تقویۃ الایمان پیش کی اور فرمایا میں نے یہ کتاب لکھی ہے اور میں جانتا ہوں کہ اس میں بعض جگہ ذرا تیز الفاظ بھی آگئے ہیں اور بعض جگہ تشدد بھی ہو گیا ہے۔ مثلاً ان امور کو جو شرک خفی تھے شرک جلی لکھ دیا۔ ان وجوہ سے مجھے اندیشہ ہے کہ اس کی اشاعت سے شورش ضرور ہوگی۔۔۔ مگر توقع ہے کہ لڑ بھڑ کر خود ٹھیک ہو جائیں گے۔" (الجزء الرابع ثلاثہ ۹۲)

بمصدق ع۔ "مدعی! لکھ یہ بھاری ہے گواہی تیری"

مذکورہ دلائل اور خود مولوی اسماعیل کے اپنے اعتراف کے بعد اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو کہ تقویۃ الایمان لوگوں کو گستاخ اور مسلمانوں کو مشرک بنانے اور ان میں فساد و انتشار کا بیج بونے والی کتاب ہے

اور خود اس کے مصنف کے بقول اس کی اشاعت باعث شورش و لڑائی بھڑائی ہے۔ باقی رہا مولوی اسماعیل کا یہ کہنا کہ لوگ لڑ بھڑ کر خود ٹھیک ہو جائیں گے۔ تو یہ محض ان کی خام خیالی و غلط بیانی تھی جس کی بعد کے حالات نے بھی تردید کر دی کہ تقویۃ الایمان نے جس شورش کا بیج بویا، وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس میں برابر اضافہ ہوتا چلا گیا، اور ٹھیک ہو جائیں گے۔ کے آثار معدوم ہوتے چلے گئے۔۔۔ جس کی بنیاد ہی شورش و شرک پر رکھی گئی ہے اس کے بعد اصلاح و درستگی کی توقع سراسر حماقت نہیں تو اور کیا ہے؟ یہ شورش تو جنگل کی آگ کی طرح پھیلنے والی تھی۔

**اعلیٰ حضرت :-** امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے نام نہاد "تقویۃ الایمان" اور اس کے مصنف کی تاریخ و نظریات کے متعلق ایک ہی شعر میں کس طرح دریا کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔ فرماتے ہیں :-

وہ دبا بیہ نے جسے لقب دیا ہے شہید و ذبح کا

وہ شہید لیلانے نجد تھا وہ ذبح تیغ خیار ہے

یعنی دبا بیہ نے جسے "شاہ شہید" کا لقب دیا ہے وہ شہید و ذبح فی سبیل اللہ نہیں تھا، بلکہ لیلانے نجد (نجدی دہائی تحریک) کا شہیدانی وفدائی تھا۔ جسے خوش عقیدہ اہل اسلام پٹھانوں کی تلوار نے ذبح کیا تھا جن کے ساتھ جہاد کے نام پر اس نے ظلم و زیادتی کی تھی۔

مزید فرمایا یہ ہے دیں کی تقویت اس کے گھر

یہ ہے مستقیم صراطِ شہد

ہو شقی کے دل میں ہے گاؤں خرو

تو زباں پہ چوڑا چما ہے



یعنی اسماعیل دہلوی کی "تقویۃ الایمان" کے مطابق اس کے نزدیک دین کی تقویت یہ ہے کہ محبوبانِ خدا کو چوہرے چمار سے تشبیہ دیتا ہے اور اس کی کتاب "صراطِ مستقیم" درحقیقت "صراطِ شریعت" ہے جس میں اس نے بحالتِ نما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیالِ مبارک کو گاؤں و گائے گدھے کی صورت میں استغراق سے بدتر قرار دیا ہے۔ دلائل و اقوالہ الایمان (والعیاذ باللہ تعالیٰ) **جبریلِ فتویٰ** :- ایک طرف تو مصنف "تقویۃ الایمان" کی اہل اسلام و پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ مخالفت و عداوت کا مختصر بیان اور پرگور اور دوسری طرف اس کی پیروی پرستی اور تکفیر بازی و مشرک گری کا یہ عالم تھا کہ اس نے اپنے پیروں کی نام نہاد امامت سے اختلاف کرنے والوں کے متعلق یہ جبریلِ فتویٰ جاری کیا کہ "جو شخص آنجناب (سید احمد پیر) کی امامت ابتدا ہی سے قبول نہ کرے یا قبول کرنے کے بعد اس سے انکار کرے وہ باغی ہے اس کا خون بہانا حلال ہے" اور اس کا قتل کرنا کافروں کے قتل کی طرح عین جہاد ہے۔ اس کی ہتک و بھجرتی کرنی فساد یوں کی ہتک کی طرح رب العباد کی عین مرضی کیونکہ ایسے لوگ احادیث متواترہ کے حکم سے گتے کی چال پلنے والے ملعونینِ اشرار ہیں۔ اس معاملہ میں عاجز کا یہی مسلک ہے۔ لہذا اعتراض کرنے والوں کے اعتراضات کا جواب تلوار کی مار ہے نہ کہ تحریر و تقریر۔ (مکتوبات سید احمد شہید ص ۱۶۹ مکتوبات مولانا ابوالحسن ندوی کے پیش نظر مکتوب کا جو قلمی نسخہ رہا ہے اس میں گتے کی چال پلنے والے (کلاب زنتار) کی بجائے کلاب التار ہیں یعنی دوزخ کے گتے۔ (سیرت سید احمد شہید ص ۵۳۲) لمحہ فکر یہ :- یہ کیسی اندھیر نگری اور مصنف "تقویۃ الایمان" کے دل میں اہل اسلام و پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خلاف شقاوت و خباثت اور نا انصافی بھری ہوئی ہے کہ خود تو شانِ رسالت و

دلائل کے خلاف جی بھر کے گستاخی و دریدہ دہنی کرنے اور محبوبانِ خدا کی تحقیر و تنقیص میں کوئی کسر نہ چھوڑنے کے باوجود اس کا ضمیر کوئی غلش اور شرم محسوس نہیں کرتا۔ مگر پیروی پرستی کا یہ عالم ہے کہ جو مسلمان اس کے پیروں کو "امیر المؤمنین" نہ مانے ایک جنبشِ قلم وہ باغی و واجبِ القتل ہے۔ اس کا قتل کافر کی طرح عین جہاد ہے۔ وہ شخص صرف دوزخی ہی نہیں دوزخی کتا ہے۔ اور اس کی ہتک و بھجرتی رب العباد کی عین مرضی ہے۔ اور پیروں کے اعتراض کرنے والے کا جواب تحریر و تقریر نہیں بلکہ تلوار کی مار ہے۔ کیا اس سے یہ صاف ظاہر نہیں کہ مصنف "تقویۃ الایمان" کے دل میں محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اتنی بھی عظمت و جہا نہیں جتنی اپنے نام نہاد پیروں و امیر المؤمنین کی۔ اور پھر یہ کیسی ستم ظریفی ہے کہ دہلوی مولوی جن کی تنقیص شان کرتا ہے انہی کی احادیث کے نام سے لوگوں کو مغالطہ دیتا اور اپنے پیروں کو واجبِ اطاعت ٹھہراتا ہے۔ کیا یہ خود ساختہ شریعت نہیں۔ کیا یہ توحید و حدیث کے نام پر دھوکہ نہیں۔ کیا یہ محمد بن عبد الوہاب نجدی کی نیابت و خاریجیت کا شرمناک مظاہرہ نہیں، اور کیا عظمتِ نبوت کے بالمقابل یہ بدترین پیروی پرستی نہیں۔ ع

"ہے سوچنے کی بات اسے بار بار سوچ"

اس مدلل و مختصر تقدیم کے بعد اب "سُنی تقویۃ الایمان" کا مطالعہ فرما کر مستفیض ہوں۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تَحْمَدُكَ وَتُصَلِّيُ وَتُسَلِّمُ عَلَى رَسُولِكَ الْكَرِيمِ۔ انا بعد اللہ بزرگ و برتر کی حمد کہ جس کی نہ کوئی جنس ہے نہ ضد نہ قبیلہ نہ ند نہ مثل نہ مثال نہ باپ نہ اولاد۔ جو ہمیشہ زندہ اور ہمیشہ قائم رہنے والا ہے۔ جو کھلاتا ہے، کھاتا نہیں۔ پلاتا ہے پیتا نہیں۔ سلاتا ہے سوتا نہیں۔ جو جھوٹ، غیبت اور چوری وغیرہ قباخ سے منزہ اور پاک ہے۔ اور درود و سلام ہو عقیدت کائنات کے اُس مرکز پر کہ جس کو حبیب خدا امام الانبیاء حاجت روا مشککشا زائر ذات الہ نور مجسم رحمت عالم مختار جہاں نبی غیب داں جیسے پیارے پیارے حسین و شریف مقامات سے نوازا گیا ہے۔

اور ہزار ہا رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہو خدائے ذوالجلال کے اُن پاک بندوں پر جو شریعت و طریقت کے آسمان پر اس طرح چمکے کہ اُن کی ضیا پاشیوں نے کائنات کو جگمگا دیا اور چشم فلک سے اوجھل ہونے کے بعد اپنی نرخی زندگی میں بھی خلق خدا کو فیض رسانی سے محروم نہ کیا۔ جو دنیا میں رہے تو شرک و بدعت کی بیخ کنی کرتے رہے اور ظاہری جہاں سے تشریف لے گئے تو پرچم توحید و رسالت کو بلند کرتے اور توحید و شرک میں فرق اور اُن کے صحیح مفہوم اور معانی سے آگاہ کرتے گئے۔

**توحید کا معنی** | توحید کا معنی ہے ایک ماننا ایک جاننا۔ یعنی اس امر کو تسلیم کرنا کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے، کوئی اُس کا شریک نہیں۔ نہ ذات میں نہ صفات میں نہ افعال میں نہ احکام میں نہ اسماء میں۔ وہ واجب الوجود ہے یعنی اُس کا وجود ضروری ہے اور عدم محال، ازلی و ابدی ہے یعنی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا جب کچھ نہ تھا تو وہ تھا اور جب

کچھ نہ ہو گا تو وہ ہو گا۔

**حقیقت توحید** | توحید کی حقیقت یہ ہے کہ الوہیت اور اس کے خواص میں کسی کے بارے بھی اللہ کا شریک ہونے کا

عقیدہ نہ رکھا جائے۔ (شرح تفسیر عقائد اسمی، شرح المقاصد ص ۱۲۲) شرک کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات میں کسی کو اُس جیسا ماننا۔ اس جیسا دوسرا اللہ ماننا یہ شرک فی الذات ہے اور اس کی صفات جیسی کسی دوسرے میں صفات جاننا یہ شرک فی الصفات ہے۔ اور ایسے ہی اُس کے افعال، احکام اور اسماء میں کسی کو اُس جیسا تصور کرنا شرک کہلانے کا اور ایسے فعل کے مرتکب کو مشرک کہا جائے گا۔

**علامہ تفتازانی علیہ رحمۃ اللہ** فرماتے ہیں: - الْأَشْوَاكُ هُوَ اثْبَاتُ الشَّرِكِ فِي الْأَلُوْهِیَّةِ بِمَعْنَى وَجُوبِ الْوُجُودِ كَمَا لِلْمَجْهُوسِ أَوْ بِمَعْنَى اسْتِحْقَاقِ الْعِبَادَةِ كَمَا لِلْعَبْدَةِ الْأَصْنَامِ۔ (شرح عقائد ص ۵۶) "شرک کرنا یہ ہے کہ الوہیت میں کسی کو (اللہ کے) واجب الوجود کے معنی میں (شریک) یعنی حصہ ارثا ثابت کیا جائے جیسا کہ مجوس آگ وغیرہ کے بارے تصور کرتے ہیں۔ یا عبادت کے مستحق ہونے میں شریک ثابت کیا جائے جیسا کہ بتوں کے پجاری بتوں کے بارے خیال کرتے ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید متعدد مقامات پر شرک کی مذمت کرتا ہوا اس کے نقصانات کو بیان کرتا ہے:-

**نقصان اول**

**شرک ناقابل معافی جرم ہے** | اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:-



إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا (سورة النساء آیت ۴۸)

اللہ اسے نہیں بخشتا کہ اُس کا کوئی شریک ٹھہرایا جائے اور اس سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرمادیتا ہے۔ اور جو اللہ کا شریک ٹھہرائے وہ دُور کی گمراہی میں پڑا۔

## نقصان دوم

مشرک کی نیکیاں تباہ خسارہ لازم

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے :-

وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ (سورة الزمر آیت ۲۵)

اور بیشک وحی کی گئی تمہاری طرف اور تم سے اگلوں کی طرف کہ اے سننے والے اگر تُو نے اللہ کا شریک کیا تو ضرور تیرا سب کیا دھوا کا رت جانے گا اور ضرور تُو ہار میں ہے گا۔

## نقصان سوم

شرک ظلمِ عظیم ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يُعْظَمُهُ يَبْنَىٰ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ (سورة لقمان آیت ۱۳)

اور یاد کرو جب لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اور وہ نصیحت کرتا تھا اے میرے بیٹے اللہ کا کسی کو شریک نہ کرنا بے شک شرک بڑا ظلم ہے۔

## نقصان چہارم

مشرک پر جنت حرام

فرمانِ خداوندی ہے :-

لَعَنَ كُفْرًا الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَقَالَ الْمَسِيحُ يَبْنَىٰ إِبْرَاهِيمَ اَعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَا أُولَئِكَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ (سورة المائدہ پ ۷۲)

بیشک کافر ہیں وہ جو کہتے ہیں کہ اللہ وہی مسیح مریم کا بیٹا ہے۔ اور مسیح نے تو یہ کہا تھا اے بنی اسرائیل اللہ کی بندگی کرو جو میرا رب اور تمہارا رب ہے بیشک جو اللہ کا شریک ٹھہرائے تو اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔

## حضرت نبی غیبی ﷺ نے ارشاد فرمایا

سب سے بڑا گناہ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَى الدَّنْبِ أَكْبَرُ عِنْدَ اللَّهِ قَالَ أَنْ تَدْعُو إِلَهًا زِدًّا أَوْ هُوَ خَلَقَكَ (بخاری)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اللہ کے ہاں کونسا گناہ بہت بڑا ہے؟ فرمایا یہ کہ تم اللہ کا شریک ٹھہراؤ حالانکہ اُس نے تمہیں پیدا فرمایا۔



## جلایا جائے تو بھی شرک کر

عَنْ مَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
عَنْهُ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ  
لَا تَشْرِكْ بِاللَّهِ شَيْئًا وَإِنْ  
قَتَلْتَ وَحَرَقْتَ - (مشکوٰۃ ص ۱۷)

سب سے بڑا گناہ  
عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ  
بْنِ أَبِي بَكْرَةَ

عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أُتَبِّعُكُمْ  
بِأَكْبَرِ الْكِبَائِرِ قُلْنَا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ  
قَالَ أَلَا تُشْرِكُ بِاللَّهِ وَعُقُوقُ  
الْوَالِدَيْنِ - (بخاری ج ۳ ص ۳۳)

باعث جنت یا جہنم  
عَنْ  
جَابِرٍ

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَنَتَانِ مُوجِبَتَانِ  
قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا  
الْمُوجِبَتَانِ قَالَ مَنْ مَاتَ يَشْرِكُ  
بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ وَمَنْ مَاتَ

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
سے مروی ہے فرماتے ہیں مجھے رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ  
اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ  
ٹھہرا اگرچہ تو قتل کیا جائے اور  
جلایا جائے۔

حضرت عبدالرحمن بن ابی بکرہ اپنے باپ  
سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا کیا میں تمہیں خبر نہ دوں کبیرہ  
گناہوں سے بڑے گناہ کی؟ ہم نے عرض  
کیا کیوں نہیں۔ خبر دیجئے یا رسول اللہ۔  
فرمایا اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا اور  
ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا دو چیزیں لازم کرنے والی ہیں  
کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم لازم کرنے والی کیا ہیں؟ فرمایا  
جو اللہ کا شریک مانتا ہوا مر گیا وہ آگ  
میں جائے گا۔ اور جو اس طرح مرا کہ کسی کو

لَا تَشْرِكْ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ  
الْجَنَّةَ - (مسلم ج ۲ ص ۲۷۱ - مشکوٰۃ ص ۱۷)

کبیرہ گناہ  
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ  
عَمْرٍو قَالَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ  
سَلَّمَ الْكِبَائِرُ أَلَا تُشْرِكُ بِاللَّهِ  
وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَ قَتْلُ  
النَّفْسِ وَالْيَمِينِ الْعَمُوسُ  
(مشکوٰۃ شریف ص ۱۷ - بخاری)

ان آیات مبارکہ و احادیث مقدسہ سے معلوم ہوا کہ شرک کبیرہ گناہ و ناقابل  
معافی جرم ہے۔ اور شرک کے معنی سے ثابت ہوا کہ شرک تب ہی ہوگا جب اللہ  
کی ذات کے مقابل دوسرا الہ مانے گا یا اس کی صفات جیسی مخلوق میں سے کسی  
میں صفات تصور کرے گا۔ اور اگر خالق و مخلوق، رازق و مرزوق، مالک و  
ملوک اور معبود و عابد کے فرق کے لحاظ کے ساتھ یہ عقیدہ رکھے گا کہ سمیع و بصیر  
علیم و حکیم اور قادر و متصرف جیسی صفات سے اللہ تعالیٰ ذاتی طور پر متصف  
ہے۔ یعنی بغیر کسی کے دیئے اُس کے دست قدرت و دائرہ اختیار میں ہیں۔ اور  
مخلوق میں سے جس میں ان میں سے کوئی صفت یا کئی صفات پائی جاتی ہیں  
تو وہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور عطا فرمانے سے ہیں۔ اس حسین فرق و امتیاز سے  
شرک تو شرک اُس کا شاکیہ بھی نہ رہے گا اور متصور شرک کا پیمانہ ٹوٹ کر رہ  
جائے گا۔ چنانچہ علامہ تفتازانی المتوفی ۷۹۱ھ شرک کی یوں تعریف و وضاحت  
فرماتے ہیں:- الْإِشْرَاقُ أَنْ يَجْتَمِعَ إِنْسَانٌ عَلَى شَيْءٍ وَيَتَقَرَّدَ كُلُّهُمْ بِمَا



بِمَاهُوْلَةٍ دُونَ الْاٰخِرِ كَشْرَكَاءِ الْقُرْبٰى وَالْمَحَلَّةِ - شُرکت یہ ہے کہ ایک شے پر دو اس طرح جمع ہوں کہ ہر ایک اپنے حصہ کے ساتھ دوسرے کی حاجت کے بغیر مستقل ہو جیسے محلہ بستی کے شرکاء یعنی ایک چیز پر دو ذاتیں برابر کی شریک ہوں۔

موصوف آگے لکھتے ہیں: بِخِلَافِ مَا اِذَا اَضْمِنَ اَمْرًا اِلٰی شَيْئَيْنِ مَجْهَتَيْنِ مُخْتَلِفَتَيْنِ كَالْاَرْضِ تَكُوْنُ مِلْكًا لِّكَ تَعَالٰی بِجِهَةِ التَّخْلِيْقِ وَلِلْعِبَادِ بِجِهَةِ ثُبُوْتِ التَّصَرُّفِ (شرح عقائد نسفی ص ۱۱) یعنی بخلاف اس صورت کے کہ جب ایک امر کی دو چیزوں کی طرف دو مختلف جہتوں کے ساتھ نسبت و اضافت کی جائے جیسے زمین تخلیق کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کی ملک ہے اور ثبوت تصرف کی جہت سے بندوں کی ملک ہے۔

اور ایسے ہی سمیع و بصیر ہونا یہ خدا تعالیٰ کی بھی صفات ہیں۔ چنانچہ ارشاد باری مجل و علا ہے :-

اِنَّهُ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ (آیہ المؤمن) بیشک وہی (اللہ تعالیٰ) مستند دیکھتا ہے اور یہی صفات اللہ تعالیٰ مخلوق کے لیے بھی بیان فرماتا ہے :-

فَعَلَّمْنٰهُ سَمِیْعًا بَصِیْرًا (آیہ ۱۹۷) پس کر دیا ہم نے اس کو مستند دیکھتا۔ مگر یہ شرک نہیں اور نہ ہی کوئی اس بات کو شرک قرار دے سکتا ہے۔

اس لئے کہ یہاں بھی جہت و اضافت کا لحاظ فرمایا گیا ہے۔ یعنی اللہ کریم ذاتی طور پر سمیع و بصیر ہے اور بندہ اس کی عطا و تخلیق سے سمیع و بصیر ہے۔

یونہی بالذات غیب کا جاننا یہ اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے۔ غیب جاننا مخلوق کا کوئی فرد بھی اس میں اس کا شریک نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

وَعِنْدَهُ مَقَاتِلُ الْغَیْبِ

لَا یَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ وَیَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ سَمَكَةٍ اِلَّا یَعْلَمُهَا وَ لَا حَبَّةٌ فِی ظَلْمِیْتِ الْاَرْضِ وَ لَا رَطْبٌ وَ لَا یَابِسٌ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ (سورة الانعام آیہ ۵۹)

نیز ارشاد فرماتا ہے :-

لَهُ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ (الکہف، ۲۶)

اور فرماتا ہے :-

وَلِلّٰهِ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ (ہود - ۵۲) اور اللہ ہی کے لیے ہیں آسمانوں اور زمینوں کے غیب۔

ان آیات مبارکہ اور ایسی دیگر آیات جن میں اللہ تعالیٰ کے عالم الغیب کا ذکر ہے، کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ذاتی طور پر غیب کو جاننے والا ہے۔ اور قرآن مجید کی جن آیات سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غیب جاننے کا پتہ چلتا ہے ان سے مراد یہ ہے کہ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی عطا سے غیب کا علم رکھتے ہیں۔ چنانچہ اہلسنت و جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم بطائے الہی مَا كَانَ وَ مَا یَكُوْنُ کے عالم ہیں۔ یعنی جو کچھ ہو چکا اُس کو بھی جانتے ہیں اور جو کچھ ہو رہا ہے یا ہونے والا ہے اُس کی بھی خبر رکھتے ہیں کوئی چیز آپ کے علم سے باہر نہیں۔

اور اسی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی، انہیں وہی جانتا ہے۔ اور جانتا ہے جو کچھ خشکی اور تری میں ہے اور جو پتا گرتا ہے وہ اسے جانتا ہے اور کوئی دانا نہیں زمین کی اندھیریوں میں اور نہ کوئی تر اور نہ خشک جو ایک روشن کتاب میں نہ لکھا ہو۔

اُسی کے لئے ہیں آسمانوں اور زمینوں کے سب غیب۔



## عَالِمِ مَا كَانَ وَمَا يَكُونُ

ارشاد خداوندی ہے:-

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا (النساء - ۱۱۳)

(اے محبوب) اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:-

آئی مِنْ الْأَحْكَامِ وَالْغَيْبِ — یعنی احکام اور علم غیب۔  
اس آیت کے تحت تفسیر حسینی میں ہے:- ”یہ ”مَا كَانَ“ اور ”مَا يَكُونُ“ کا علم ہے کہ حق تعالیٰ نے شب معراج حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا۔ چنانچہ معراج شریف کی حدیث میں ہے کہ ہم عرش کے نیچے تھے ایک قطرہ ہمارے حلق میں ڈال گیا پس ہم نے سارے گزشتہ اور آئندہ کے واقعات معلوم کر لیے۔“

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شریعت کے علوم کے ساتھ ساتھ غیب کے تمام علوم سے بھی سرفراز فرمایا ہے۔  
اور فرمایا:-

مَا كَانَ اللَّهُ لِيُظْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِيْ مِنْ شَرْائِهِ مَنْ يَّشَاءُ (آیہ آل عمران)

اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عالم لوگو! تمہیں غیب کا علم دے دے۔ ہاں اللہ جو چاہتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے چن لیتا ہے پس اس کو غیب پر مطلع فرماتا ہے۔

اور فرمایا:-

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ ۝ اور یہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) غیب تبارے (التکویر - ۲۴) میں بخیل نہیں۔“

صاحب تفسیر خازن اس آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:-

إِنَّهُ يَأْتِيهِ عِلْمُ الْغَيْبِ وَلَا يَخْجُلُ یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس علم غیب آتا ہے تو کم پر اس میں بخل نہیں فرماتے اور تمہیں اس کی خبر دیتے ہیں چھپاتے نہیں۔“

بخیل اُسے ہی کہا جاسکتا ہے جس کے پاس کچھ ہو مگر وہ مناسب خرچ نہ کرے۔ اور جو خرچ کرے اُسے بخیل نہیں کہا جاتا۔ قرآن مجید میں اس مقام پر حضور علیہ السلام سے بخل کی نفی اسی لیے فرمائی گئی ہے کہ آپ خدا تعالیٰ کے عطا کردہ علم غیب کے خزانے لٹانے میں بخل نہیں کرتے۔ اور اپنی کریمانہ شان سے غیب کی خبریں بیان فرمادیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے:-

الرَّحْمَنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ (الرحمن - ۴۴)

رحمن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا۔ انسانیت کی جان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا، ماکان و مایکون کا بیان انہیں سکھایا۔

اس آیت کی تفسیر میں مذکور ہے:-

قَالَ ابْنُ كَيْسَانَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ ابْنُ كَيْسَانَ نے کہا کہ انسان سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور عَلَّمَهُ الْبَيَانَ سے ماکان و مایکون یعنی جو کچھ ہو چکا اور جو ہو رہا ہے یا ہونے والا ہے



كَانَ يُبَيِّنُ عَنِ الْاَوَّلِينَ وَالْاٰخِرِينَ ۝  
وَعَنْ يَوْمِ الدِّينِ ۝ (تفسیر عالم ۳ ص ۳۹)  
آخرین اور قیامت کے دن کی خبر دیتے ۝  
مذکورہ آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ خالق کائنات نے اپنے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قرآن سکھایا اور قرآن مجید میں ہر چیز کا بیان ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے :-

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تَبْيَاٰتًا  
تُكَلِّمُ شَيْءٍ الْاٰیة ۝ (النحل - ۸۹)  
اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا  
روشن بیان ہے ۝

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر چیز کا علم عطا فرمادیا۔

اور فرمایا :-

وَلَا مَظْهَبَ وَلَا يَاسٍ اِلَّا فِي  
كِتَابٍ مُّبِيْنٍ ۝ (الانعام - ۵۹)  
اور نہ کوئی تر اور نہ خشک جو ایک روشن  
کتاب میں لکھا نہ ہو۔  
اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں ہے :-

وَقِيلَ هُوَ عِبَادَةٌ عَنْ كُلِّ شَيْءٍ  
لِّاَنَّ جَمِيْعَ الْاَشْيَاءِ اِمَّا رَطْبَةٌ  
وَاِمَّا يَابِسَةٌ ۝  
رطب و یا بس یعنی خشک و تر سے  
مراد ہر شے ہے اس لئے کہ تمام  
اشیا یا تر ہیں یا خشک ۝

اور کتاب میں تفسیر میں فرمایا :-

اِنَّ الْمُرَادَ بِالْكِتَابِ الْمُبِيْنِ هُوَ  
الْفَوْحُ الْمَحْفُوْظُ لِاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی  
كَتَبَ فِيْهِ عِلْمَ مَا يَكُوْنُ وَمَا  
قَدْ كَانَ الْاٰی (خازن ج ۳ ص ۲۳)  
کتاب میں سے مراد لوح محفوظ ہے۔  
اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں جو  
ہو رہا ہے یا ہوگا اور جو ہو چکا ہے  
(تمام) کا علم لکھ دیا ۝

اس تفسیر کے مطابق کتاب میں سے لوح محفوظ مراد ہے اور وہ نبی غیبی والی  
صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کا ایک حصہ ہے جبکہ آپ کا علم مبارک اس سے کہیں  
بڑا اور وسیع تر ہے چنانچہ عاشق صادق امام بو صیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ  
کتاب صلی اللہ علیہ وسلم میں قصیدہ بردہ شریف پیش کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں :-  
وَمِنْ عِلْمِكَ عِلْمُ النَّوْجِ وَالْقَلَمِ ۝ اور لوح قلم کا علم آپ کے علوم کا بعض حصہ  
ہے ۝

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور علم قرآن  
آپ نے فرمایا :-

لَوْ شِئْتُ لَأَوْقَدْتُ نَفْعَكُمْ ثَمَانِيْنَ  
بَعِيْرًا مِّنْ عِلْمِ النَّقْطَةِ الْاَوَّلِ ۝  
اگر میں چاہوں تو تمہارے لئے اتنی اونٹ  
دکتابوں سے، اس نقطہ کے علم سے جو بانے  
تحت الباء ۝ (الدولة المكيّة بالمادة الغيبية) ۲۸۲  
بسم اللہ کے نیچے ہے بھروں ۝

سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور علم القرآن  
جناب سیدنا عبد اللہ  
ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ  
عنہما حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابی اور قرآن مجید کے عظیم مفسر ہیں  
آپ فرماتے ہیں :-

لَوْ ضَاعَ لِيْ عَقَالُ بَعِيْرٍ لَوْ جَدْتُهُ  
فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰی ۝ (الانعام ج ۱ ص ۱۸)  
اگر میرے اونٹ کی ہمارگم ہو جائے تو یقیناً  
میں اسے قرآن مجید سے پاؤں ۝

یہ ہے حضرت علی و ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا علم قرآن اور علمی مقام جو نبی نہیں  
صحابی ہیں جنہوں نے قرآن مجید حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پڑھا اور سیکھا۔  
اب غور فرمائیں جب شاگردوں اور غلاموں کی علمی وسعت اتنی عظیم ہے تو معلم کائنات  
کے علم و فضل کا مقام کتنا رفیع اور بلند ہوگا۔ مگر عقل و شعور سے محروم اور شانِ رسالت



اور ولایت کے دشمن اور باغی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم مبارک کو ناپنے  
تولنے کے لئے ترازو اور پیمانے اٹھائے ڈھنڈورے پٹتے کہتے پھرتے ہیں آپ کو  
کوئی علم غیب نہیں۔ اور جو کوئی یہ بات کہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم یا کوئی  
امام یا کوئی بزرگ غیب جانتے تھے اور شریعت کے ادب سے منہ سے نہ کہتے  
تھے۔ سو وہ جھوٹا ہے۔ انبیاء اور اولیاء کی یا اماموں اور شہیدوں کی جناب میں  
ہرگز یہ عقیدہ نہ رکھے کہ وہ غیب کی بات جانتے ہیں بلکہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ  
علیہ وسلم کی جناب میں بھی یہ عقیدہ نہ رکھے۔ ایک بے ادب نے میدان ادبی  
گستاخی میں اس پ دوانی کرتے ہوئے یوں لکھا ”الحاصل غور کرنا چاہیے کہ  
شیطان، ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعہ  
کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے  
شیطان اور ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم  
کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔  
ظالم کا پیٹ اس سے بھی نہ بھرا پھر آگے اپنی قلم کاری کے یوں جوہر دکھائے۔  
”ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم  
آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ۔

اسی طرح میدان گستاخی و بے ادبی کے ایک اور شہسوار نے شان رسالت  
پر حملہ کرتے ہوئے یوں اپنا ایمان تباہ اور نامہ اعمال سیاہ کیا:-

”پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو  
تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب۔

لے تقویۃ الایمان ص ۵۱ ایضاً ص ۵۲ براہین قاطعہ ص ۵۳ ایضاً ص ۵۴

علم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی کیا تخصیص ہے  
اس علم طلب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے  
میرا صل ہے۔ (حفظ الایمان ص ۵)

یاد اسلامی بھائیو! غور فرماؤ۔ شان رسالت بآب علیہ الصلوٰۃ والتسلیم  
اور ولایت کے گستاخ و بے ادب اور منکروں نے کس طرح دیدہ دلیری  
اور بیباکی سے محبوبان خدا کے ساتھ مختلف اندازوں میں دشمنی کا مظاہرہ کیا۔ جیسا  
ان انبیاء اکرام علیہم السلام اور اماموں شہیدوں علیہم السلام سے علم غیب کی  
نہی کی گئی ساتھ ہی ساتھ عظمت محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ڈاکہ زنی کی  
انتہا کر دی۔ ایک نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے علم غیب کا عقیدہ رکھنے  
والے کو جھوٹا قرار دے دیا۔ دوسرے نے آپ کے علم کو ملک الموت سے کم بیان  
کرتے ہوئے شیطان کو روئے زمین کا عالم تسلیم کیا۔ ملک الموت اور شیطان کا علم  
نص سے ثابت ہونا اور امام الانبیاء علیہم السلام کے علم کے لئے کسی نص کا نہ  
ایا جانا بیان کیا۔ حالانکہ آپ گزشتہ صفحات پر آیات قرآنیہ اور تفاسیر علماء حق  
رحمہم اللہ تعالیٰ کے حوالوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دانائے غیب ہونا بخوبی پتہ  
چلے اور مزید دلائل انشاء اللہ آگے مذکور ہوں گے۔ تو تیسرے کے بارے بتانا چاہتا  
تھا کہ اُس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم مبارک کو بچوں، دیوانوں، پاگلوں،  
اور جانوروں کے علم سے تشبیہ دے دی۔ (معاذ اللہ)

دیکھئے یہ لوگ کس قدر غلط عقائد و نظریات کے حامل اور عقل و دانش سے تہی دامن  
ہیں جو ایک طرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے لئے علم غیب کو شرک قرار دے  
کر آپ سے اُس کی نفی کر رہے ہیں اور دوسری طرف بارگاہ رسالت پناہ علیہ الصلوٰۃ  
والسلام کے خادم و نیازمند حضرت ملک الموت علیہ السلام اور کائنات کے ذیل ترین



فرد شیطان کے لئے علم غیب ثابت کر رہے ہیں۔

خدا را انصاف کیجئے شان رسالت میں گستاخی کی ان لوگوں پر کسی پھٹکا پڑ چکی ہے کہ جو چیز ان کے عقائد میں شرک کہلاتی ہے وہی ان کے نزدیک عید توحید قرار پا رہی ہے۔ حالانکہ پیارے مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وانا نے غیب ہونا جس طرح قرآن سے ثابت ہے اسی طرح احادیث مبارکہ بھی اس امر پر شاہدِ عدل و دلیلِ ناطق ہیں چنانچہ حضور علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات نے ارشاد فرمایا:-

## آئندہ حالات کا علم

حدیث ۱ | اِنِّیْ لَا اَعْرِفُ اَسْمَاءَہُمْ

وَاَسْمَاءَ اَبَائِہُمْ  
وَالْوَنَ اَنْ خِیْرَ لِّہُمْ خِیْرُ فَوَارِسٍ  
اَوْ مِنْ خِیْرِ فَوَارِسٍ عَلٰی ظَہْرِ الْاَرْضِ  
یَوْمَئِذٍ۔ (رواہ مسلم) مشکوٰۃ ص ۴۶۶۔

حدیث ۲ | قَالَ یَوْمَ خِیْبَرٍ

لَا اَعْطِیْنِ ہٰذَا  
الْوَاٰیۃَ عِنْدَ اَمَّا جَلًّا یَفْتَحُ اللّٰہُ  
عَلٰی یَدِیْہِ یُحِبُّ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ  
یُحِبُّہُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ۔ (مشکوٰۃ ص ۵۶۳)

بیشک ہم ان کے (دجال سے جہاد کی تیاری کرنے والوں کے) نام، ان کے باپ دادوں کے نام ان کے گھوڑوں کے رنگ پہچانتے ہیں۔ وہ روئے زمین پر اس دن بہترین سوار ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیمبر کے دن فرمایا کہ ہم یہ جہنڈا کل اس کو دیں گے جس کے ہاتھ پر اللہ خیمبر فتح فرما دے گا اور وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت فرماتے ہیں۔

ان احادیث مبارکہ سے صاف پتہ چلا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آنے والے حالات کو جانتے ہیں اور کوئی چیز آپ سے پوشیدہ نہیں۔ چنانچہ حضرت عبد اللہ

رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے:-

حدیث ۳ | اِنَّ اللّٰہَ قَدْ رَفَعَ  
لِی الدُّنْیَا فَاَنَا  
ظَرُّ اِلَیْہَا وَ اِلَیْ مَا ہُوَ کَاثِرٌ  
اِلَیَّ اِلَیَّ یَوْمَ الْقِیَمَةِ کَاثِمًا اَنْظُرُ  
اِلَیْہِ ہٰذَا۔ (شرح مواہب اللدنیہ)

اس متنبہ کو دیکھتے ہیں:-

حدیث ۴ | حضرت امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:-

اَمَّا غِنَا النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم  
مَعَامًا فَخَبِّرْنَا عَنْ بَدْءِ  
لِی حَتّٰی دَخَلَ اَہْلُ الْجَنَّةِ  
اَسْمَاءُہُمْ وَاَہْلُ النَّارِ اَزَلَمَ  
مِنْ حِفْظِہٖ وَنَسِیَہٗ۔ (بخاری شریف ج ۲ ص ۴۵۳)

میکم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں صاحب گجراتی علیہ الرحمتہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں:- اس جگہ حضور علیہ السلام نے دو قسم کے واقعات کی روئے (۱) عالم کی پیدائش کی ابتدا کس طرح ہوئی۔ (۲) پھر عالم کی انتہا کس طرح ہوئی۔ یعنی از روزِ اول تا قیام قیامت ایک ایک ذرہ و قطرہ بیان فرمادیا۔ (جلد الحق ص ۶۶)

## بچے کی پیدائش کا علم



## حدیث ۵

تِلْدَ قَاطِمَةً  
إِنْ شَاءَ اللَّهُ  
عَلَامًا۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۴)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر  
کہ قاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے  
لڑکا پیدا ہوگا۔

## بارش کا علم

## حدیث ۶

سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قیامت کی نشانیاں بیان  
فرماتے ہوئے فرمایا:-

ثُمَّ يُرْسِلُ اللَّهُ مَطَرًا لَا يَكُونُ  
مِنْهُ بَيْتٌ مَدَامًا وَلَا وَبِيرٌ۔  
(مشکوٰۃ شریف ص ۴۴)

پھر اللہ تعالیٰ بارش بھیجے گا جس سے  
نہ کوئی مٹی کا گھر بچے گا اور نہ  
اُدن کا۔

## موت اور مرنے کی جگہ کا علم

میدان بدر میں قتل ہونے والے کافروں کے بارے رسول کریم صلی اللہ علیہ  
نے پہلے ہی فرمادیا:-

## حدیث ۷

هَذَا امْصِرْعُ فُلَانٍ  
عَدَا اِنْشَاءَ اللَّهِ  
وَهَذَا امْصِرْعُ فُلَانٍ عَدَا اِنْشَاءَ  
اللَّهِ۔ قَالَ عُمَرُو الَّذِي بَعَثَهُ يَا  
لَحِقْ مَا اَخْطَاوُا الْحَدَّ وَكَذَلِكَ هِيَ  
مَرْسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
(مشکوٰۃ شریف ص ۵۴)

آپ نے فرمایا کہ انشاء اللہ کل یہ فلاں کی  
ہونے کی جگہ ہوگی اور انشاء اللہ کل یہ  
فلاں کی قتل گاہ ہوگی۔ جناب سیدنا  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اُس ذات کا  
جس نے انہیں حق کے ساتھ بھیجا کہ وہ لوگ  
اُن حدود سے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
نے مقرر فرمائی تھیں بالکل نہ بچے۔

## قیامت کا علم

## حدیث ۸

عَنْ أَنَسٍ عَنِ  
رَسُولِ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ  
إِنَّا نَأْوِي السَّاعَةَ كَهَاتَيْنِ وَ  
أَمْرٌ وَهَبَ بِالسَّبَابَةِ وَالْوَسْطَى  
(ابن ماجہ ص ۲۳۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
آپ نبی کریم علیہ السلام سے مروی آپ نے فرمایا  
میں بھیجا گیا ہوں اور قیامت ایسے ہے۔  
حضرت وہب نے حدیث بیان فرماتے ہوئے  
درمیان میں اور شہادت کی انگلی کے ساتھ اشارہ  
فرمایا۔

## حدیث ۹

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ  
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرُ وَالصَّلَاةُ عَلَى  
الْجُمُعَةِ فَإِنَّهُ مَشْهُودٌ بِشَهِدٍ  
وَأَنَّ أَحَدًا لَمْ يُصَلِّ  
عَلَى الْأَعْرَضَتْ عَلَى صَلَاتِهِ حَتَّى  
يَمُوتَ مِنْهَا۔ قَالَ قُلْتُ وَبَعْدَ  
الْمَوْتِ؟ قَالَ إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ  
عَلَى الْأَمْمَرِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ  
الْأَنْبِيَاءِ فَتَبَيَّنَ اللَّهُ حَتَّى يُزْزَقَ۔  
(ابن ماجہ ص ۱۱۹)

روایت ہے حضرت ابو درداء سے فرماتے  
ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
نے کہ مجھ پر جمعہ کے دن درود زیادہ پڑھو  
کیونکہ یہ حاضری کا دن ہے جس میں فرشتے  
حاضر ہوتے ہیں اور کوئی مجھ پر درود نہیں  
پڑھتا مگر اس کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا  
ہے حتیٰ کہ اس سے فارغ ہو جائے۔  
فرماتے ہیں میں نے عرض کیا کیا وصال کے  
بعد بھی؟ فرمایا اللہ نے زمین پر نبیوں کے  
جسموں کا کھانا حرام کر دیا ہے۔ اللہ کے  
نبی زندہ ہیں روزی دیئے جاتے ہیں۔

ان احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم کو علوم  
قسمہ (۱) قیامت کب آئے گی۔ (۲) بارش کب ہوگی۔ (۳) ماں کے پیٹ میں



کیا ہے: (۴) کوئی جان کل کیا کماٹے گی۔ (۵) کوئی کہاں مرے گا۔ بھٹائے حاصل ہیں۔ اور آپ کے بارے ان امور کو نہ جاننے کا دعویٰ و نظریہ غلط اور منہ قرآن و حدیث کے خلاف ہے۔ آج اس سائنسی دور میں اگر کوئی مشینری کے ایک ملک میں بیٹھ کر دوسرے ممالک کے حالات معلوم کر لیتا ہے یا کوئی سائنس ایجادات کے ذریعے معلوم کر لیتا ہے کہ ماں کے پیٹ میں نر ہے یا مادہ تو کسی کو شرم نہیں سوجھتا۔ تو اللہ تعالیٰ کے عظیم الشان مقام و مرتبہ والے صاحب نبوت محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ جس کے وصف نبی کے معنی ہی غیب کی خبریں دینے والے ہیں کے لئے ان علوم کے حاصل ہونے کا عقیدہ رکھنے والے مسلمان کے خلاف کفر شرک کے فتووں کی مشین کیوں حرکت میں آجاتی ہے اور پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ان علوم کے حاصل ہونے کا رد کیوں کیا جاتا اور مذاق کیوں اڑا جاتا ہے جبکہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے نہ کبھی ایسا اعتراض کیا نہ طعن و مذاق کیا۔ البتہ یہ کام منافقوں کو سوجھے کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کا مذاق اڑایا اور طعن بھی کیا۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے:-

### حدیث ۱۱

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عُرِضْتُ عَلَى أَمْرٍ فِي صُورِهَا فِي الْبُطَيْنِ كَمَا عُرِضْتُ عَلَى آدَمَ وَ أَعْلَمْتُ مَنْ يُؤْمِنُ بِي وَمَنْ يَكْفُرُ بِي فَبَلَغَ ذَلِكَ الْمُتَأَفِّقِينَ فَقَالُوا اسْتَهْزَأُوا بِرَأْسِ عِمْرَانَ مُحَمَّدًا إِنَّهُ يَعْلَمُ

لَهُ الْمُنْجَرِدُ النَّبِيُّ الْخَبِيرُ عَنِ الْغَيْبِ

کی پیدائش سے پہلے ہی کافر و مومن کی خبر ہو گئی۔ ہم تو ان کے ساتھ ہیں اور ہم کو نہیں پہچانتے۔ یہ خبر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پہنچی تو آپ منبر پر جلوہ گر ہوئے اور خدا کی حمد و ثناء کی پھر فرمایا کہ قوموں کا کیا حال ہے کہ ہمارے علم میں طعن کرتے ہیں۔ اب سے قیامت تک کسی چیز کے بارے میں جو بھی تم ہم سے پوچھو گے ہم تم کو خبر دیں گے عبد بن خدا فہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ میرا باپ کون ہے آپ نے فرمایا خدا ہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم اللہ تعالیٰ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے، قرآن کے امام ہونے اور آپ کے نبی ہونے پر راضی ہیں۔ ہمیں معاف فرمائیے اللہ آپ کے درجات بلند فرمائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم باز آ جاؤ گے کیا تم باز آ جاؤ گے پھر آپ منبر سے نیچے تشریف لے آئے۔

المنبر۔ تفسیر خازن ج ۲۔ ۳۸۲

تفسیر معالم التنزیل بر حاشیہ خازن ج ۱

تفسیر خزائن العرفان ج ۱، تفسیر ترمذی ج ۱، تفسیر ترمذی ج ۱



معلوم ہوا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عالم  
ماکان وما یكون ہونے پر ذرہ بھر بھی شک نہ تھا اور وہ آپ کی وسعت علمی کو دیکھ کر  
خوش ہوتے تھے جبکہ منافق لوگ اپنی باطنی خباثت کی وجہ سے آپ کے علم غیب شریف کا  
انکار کرتے اور مذاق اڑاتے تھے۔ آج کل کے مشکین علم غیب نبوی کو فیصلہ کرنا چاہتے  
کہ وہ کس گروہ میں شامل ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام  
کو منافقین کے نفاق و دلی کیفیات سے آگاہ فرما دیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ آپ صلی اللہ  
علیہ وسلم نے ان لوگوں کو نام لے لے کر مسجد سے نکال دیا تھا۔ اس طویل حدیث میں  
حضور علیہ السلام کا یہ فرمانا کہ سیدنا عبد اللہ کے باب حذافہ ہی ہیں یہ ایسی بات ہے  
جو عبد اللہ کی مال کے سوا کوئی نہیں جان سکتا تھا۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
بازن الہی اس پر بھی مطلع ہیں جس سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ آپ کو  
بعطلے الہی علوم خمسہ حاصل تھے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور علم غیب قرآن مجید سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے  
غیب جاننے کو یوں بیان فرماتا ہے

کہ آپ نے فرمایا: -  
وَأَنْتُمْ كُنْتُمْ كَيْفَ تَأْكُلُونَ وَمَا  
تَلَذُّ خَزُونٌ فِي بُيُوتِكُمُ الْآيَةُ  
(آل عمران ص ۹۹)  
اور میں تمہیں خبر دیتا ہوں اُس کی جو  
کھاتے ہو تم اور جو جمع کرتے ہو تم اپنے  
گھر میں :-

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں مذکور ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس بچے  
بہت سے جمع ہو جاتے تھے آپ انہیں بتاتے تھے کہ تمہارے گھر فلاں چیز تیار ہوئی ہے  
تمہارے گھر والوں نے فلاں فلاں چیز کھائی ہے فلاں چیز تمہارے لئے اٹھا رکھی ہے بچے کھاتے  
گھر والوں سے وہ چیز مانگتے گھر والے وہ چیز دیتے اور ان سے پوچھتے کہ تمہیں کس نے

بتایا، بچے کہتے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے۔ تو لوگوں نے اپنے بچوں کو آپ کے  
اس آنے سے روکا اور کہا وہ جادوگر ہیں ان کے پاس نہ بیٹھو اور ایک مکان  
میں سب بچوں کو جمع کر دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بچوں کو تلاش کرتے تشریف  
لے کر تو لوگوں نے کہا کہ وہ یہاں نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ پھر اس مکان میں  
کون ہے؟ انہوں نے کہا خنزیر ہیں۔ فرمایا ایسا ہی ہوگا۔ اب جو دروازہ کھولتے  
میں تو سب خنزیر برہی تھے۔

ثابت ہوا کہ غیب کی خبریں دینا انبیائے کرام علیہم السلام کا محرزہ ہے۔  
کوئی بشر انبیائے کرام علیہم السلام کی وساطت کے بغیر امور غیب پر مطلع نہیں  
ہو سکتا۔ اولیائے کرام علیہم الرضوان کبھی جو غیب کی خبریں دیتے ہیں تو وہ سب  
انبیائے کرام علیہم السلام کی وساطت کی برکت اور فیضان کا نتیجہ ہوا کرتا ہے۔  
چنانچہ امام عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں :-

وَلَا يَخْفَى عَلَى غَيْبٍ شَيْءٌ  
فَيُؤَيِّدُ اللَّهُ تَعَالَى بِبُيُوتِهِمْ  
بِذَلِيلِ خَبَرٍ اتَّقُوا فِرَاسَةَ  
الْخَوَافِ فَإِنَّهُ يَنْظُرُ  
بُيُوتِهِمْ اللَّهُ لَا يَسْتَعْزِبُ  
وَهُوَ مَعَهُ كُنْتُ بَصِيرًا  
عبد کامل کا اللہ تعالیٰ کے غیبوں میں سے  
کسی غیب پر مطلع ہو جانا کوئی تعجب کی  
بات نہیں اس حدیث سے کہ مومن کی  
فرست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے  
دیکھتا ہے اور یہی حدیث کے معنی ہیں کہ  
اللہ کریم فرماتا ہے "میری رحمت اس کی  
آنکھ بن جاتی ہے جس سے وہ دیکھتا ہے"  
اُس کا دیکھنا حق کی طرف سے ہوتا ہے۔  
پس اُس کا غیب پر مطلع ہونا کیا بعید ہے؟  
نقل فرماتے ہیں حضرت عزیزان رحمۃ اللہ علیہ

امام عبد الرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ



فرماتے ہیں کہ زمین اولیاء کے گروہ کے سامنے ایک دسترخوان کی طرح ہے۔ اور خواجہ بہاؤ الدین نقشبند علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ہم کہتے ہیں کہ روئے زمین نامی مثل ہے اور کوئی چیز ان کی نظر سے غائب نہیں۔ (نجات الانس ص ۵۱)

### شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :-

اطلاع بر لوح محفوظ و دیدن نقوش - نیز لوح محفوظ کی خبر رکھنا اور اس کی تم دیکھنا بعض اولیاء اللہ سے بھی بطریق تواتر منقول ہے۔ (تفسیر عزیزی پٹ - سورہ جن)

ان دلائل سے معلوم ہوا کہ انبیائے کرام علیہم السلام بالخصوص امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام غیب کا علم رکھتے ہیں اور اولیائے کرام بھی ان محبوبانِ خدا جل و علا کی وساطت سے غیب کی خبریں دیتے ہیں۔ لہذا ان حضرات کے بارے غیب جاننے کا عقیدہ رکھنے والے سچے اور حق مذہب پر قائم ہیں۔ اور جو یہ کہے کہ نبیوں انا مولوں اور شہیدوں کے غیب جاننے کا عقیدہ رکھنے والا (معاذ اللہ) جھوٹا ہے، خود جھوٹا کتاب، قرآن و حدیث اور کتب علمائے اسلام سے جا مل دے خبر ہے

### دہانی مولوی کو علم غیب

کہ گھر والوں کو دودھ گھی مل سکتا۔ پاس کوئی رقم بھی نہ تھی کہ گائے بھینس خریدی سکتی۔ ایک بوڑھی سی بھینس تھی جس سے ہم مایوس ہو چکے تھے کہ وہ اب گا بھرنے نہیں ہو سکتی کیونکہ بہت بوڑھی اور کمزور ہو چکی ہے۔ میں نے مولانا غلام رسول قلعوی سے عرض کیا کہ دعا کریں خدا کوئی دودھ گھی کا انتظام کر دے۔ آپ نے فرمایا کہ تمہاری وہی بھینس گا بھن ہو چکی ہے اور غنقریب پھر دینے والی ہے۔ وہ مدت

تم فکر نہ کرو۔ فضل الدین کا بیان ہے کہ سچ مچ تھوڑے دودھ دینے لگی۔ اور قریباً گیارہ دفعہ اس کے بعد سوئی دودھ دیتی رہی۔ (کرامات الہدیث ص ۱۵)

### دہانی مولوی کو علم غیب

دہانی مولوی احمد علی لاہوری نے ایک روز خلوت میں فرمایا مولوی حبیب اللہ

صاحبزادے، مدینہ منورہ میں رہتا ہے۔ جب کبھی خط کو دیر ہو تو اُس کی والدہ پریشان ہو جاتی ہے اور مجھ سے پوچھتی ہے اُس کا حال کیا ہے؟ تو میں اللہ کے فضل و کرم سے پانچ منٹ میں بتا دیتا ہوں کہ وہ کون سا ہے اور کیا کر رہا ہے۔ (ماہنامہ "الرشید" لاہور (دارالعلوم دیوبند نمبر ۵۶۵)

### وسیلہ تلاش کرنا

حضرت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے مطابق بارگاہ ربوبیت میں دُعا کی چیز کے سوال کے وقت وسیلہ اختیار کرنا قرآن و حدیث، کتب اسلاف اور اہل سنت و اہل طاعت و مالک، مجھے تیرے پیارے محبوب حضرت خواجہ کوثرین علیہ السلام سے ملنے والی دعا ملے گی کہ میرے پاس کوئی گائے بھینس نہ تھی کہ گائے بھینس خریدی سکتی۔ ایک بوڑھی سی بھینس تھی جس سے ہم مایوس ہو چکے تھے کہ وہ اب گا بھرنے نہیں ہو سکتی کیونکہ بہت بوڑھی اور کمزور ہو چکی ہے۔ میں نے مولانا غلام رسول قلعوی سے عرض کیا کہ دعا کریں خدا کوئی دودھ گھی کا انتظام کر دے۔ آپ نے فرمایا کہ تمہاری وہی بھینس گا بھن ہو چکی ہے اور غنقریب پھر دینے والی ہے۔ وہ مدت



اللہ تعالیٰ اس امر کی ایمان والوں کو یوں رغبت دلاتا اور وسیلہ تلاش کرنے حکم فرماتا ہے :-

**آیت ۱**

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ  
وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ (المائدہ)

اس آیت کریمہ میں وسیلہ تلاش کرنے کے مطلق حکم اور ذکر سے معلوم ہوتا ہے کہ بارگاہِ خداوندی میں اعمالِ صالحہ اور اللہ کریم کے پیار سے بندہ دلِ انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیائے عظام علیہم الرضوان کو بطور وسیلہ پیش کرنا مقصودِ خداوندی ہے۔

**آیت ۲**

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا (النساء)

اس آیت مبارکہ میں گناہوں سے استغفار اور ظلم پر معافی ملنے کا راستہ بتایا گیا یعنی اے اپنی جانوں پر ظلم کرنے والو! اگر ایسا کر چکے ہو تو بارگاہِ رسالت کی حاضری کی سعادت حاصل کرتے ہوئے دامنِ مصطفوی علیہ السلام کو تھام کر بارگاہِ غفار میں استغفار کرو اور پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم بھی تمہاری مغفرت کی دعا فرمادیں تو مولیٰ کریم محبوب علیہ السلام کی اس ادائے سفارش و دعا کے تھمتہ تمہیں معاف فرما دے گا۔ اور پھر دور و نزدیک کی کوئی قید نہیں۔ اپنی جان پر ظلم کے والا قریب علاقہ سے آئے یا دور سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری زمانہ طیبہ میں آئے یا تا قیامِ قیامت جب بھی اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ اختیار

کر لیا جائے گا۔ چنانچہ جناب امیر المؤمنین سیدنا علی شیر خدا سے روایت ہے کہ آلِ سرور صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن کے تین روز بعد مولیٰ بنا اور قبر پر گر پڑا اس کی خاک پاک اپنے سر پر ڈالتا تھا اور کہتا تھا کہ میں نے جو کچھ اپنے رب سے سنا وہ میں نے آپ سے سنا اور آپ نے جو کچھ آپ سے سنا وہ میں نے آپ سے سنا اور وہ یہ آیت ہے: وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا۔ میں نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے اور آپ کے پاس اس لئے آیا ہوں کہ آپ میرے لیے استغفار فرمائیں۔ قبر شریف سے ایک آواز آئی قَدْ غُفِرَ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ (جذبِ اقلوب ص ۲۲)

**آیت ۳**

فَتَلَقَىٰ آدَمَ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَاتٍ (البقرہ آیت ۳۷)

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نقل فرماتے ہیں کہ:

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدم علیہ السلام سے نفرت واقع ہوئی تو آپ نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا تو عرض کیا اے اللہ! میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوں اور تیرے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں کہ میری مغفرت فرمادے۔ اللہ کریم نے آپ کی طرف وحی فرمائی محمد صلی اللہ علیہ وسلم



إِلَى عَرْشِكَ فَإِذَا فِيهِ مَكْتُوبٌ  
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ  
اللَّهِ فَعَلِمْتُ أَنَّكَ لَيْسَ  
أَحَدٌ أَعْظَمَ عِنْدَكَ قَدْرًا  
مِمَّنْ جَعَلْتَ اسْمَهُ مَعَ  
اسْمِكَ فَأَدْعِي اللَّهَ إِلَيْهِ  
يَا أَدَمُ إِنَّهُ أَخْرَجَ الْبَشَرَيْنِ  
مِنْ ذُرِّيَّتِكَ وَلَوْ لَا هُوَ  
مَا خَلَقْتُكَ - (در منشور - ج ۵)

**آیت ۳**  
وَكَاثُوا مِنْ قَبْلُ  
يَسْتَفْتِحُونَ  
عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا أَفَلَمْ تَجَاءُ  
مَّا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ  
اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ - (البقرہ آیت ۵)

علیہ وسلم کون ہیں؟ آپ نے عرض کیا  
اللہ تبارک و تعالیٰ کا نام بابرکت ہے جب تو نے  
پیدا فرمایا میں نے اپنا سر نیزے عرش کی  
اٹھایا تو اس میں لکھا اَلَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ لکھا  
تھا پس میں نے جان لیا کہ اس ذات سے  
جس کا تو نے اپنے نام کے ساتھ لکھا  
زیادہ قدر و منزلت والا تیرے ہاں کوئی نہیں  
اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی اے آدم وہ تیری  
میں سے آخری نبی ہیں اور اگر وہ نہ ہوتے  
میں تجھے پیدا نہ فرماتا۔

اور اس سے پہلے وہ اسی نبی کے  
وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے  
تو جب تشریف لایا ان کے پاس  
جانا پہچانا، اُس سے منکر ہو بیٹھے تو  
اللہ کی لعنت منکر دل پر۔

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں :-  
إِنَّ الْيَهُودَ مِنْ قَبْلِ مَبْعَثِ  
مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَنَزُولِ  
الْقُرْآنِ كَانُوا يَسْتَفْتِحُونَ  
أَيُّ يَسْأَلُونَ الْفَتْحَ وَالنَّصْرَ  
وَكَاثُوا يَقُولُونَ اللَّهُمَّ افْتَحْ

بیشک یہودی رسول کریم علیہ السلام  
تشریف آوری اور قرآن مجید کے نزول  
سے پہلے آپ کے وسیلہ جلیلہ سے  
اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فتح و نصرت  
حاصل کرنے کی دعا کرتے تھے۔ اے اللہ

اللَّهُمَّ يَا رَبِّي الْأَرْحَمَ  
نَبِيُّ أُمَّيْ كَاصِدَةٍ بِمِثْلِ فَتَحْ وَدِدَ عَطَا فَرَا

## امیر المؤمنین حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

**حدیث ۱**  
أَتَى رَجُلٌ أَعْرَابِيٌّ  
مِنْ أَهْلِ الْبَدْوِ  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ يَا  
رَسُولَ اللَّهِ هَذِكِ الْمَأْشِيَّةُ  
هَذِكِ الْعِيَالُ هَذِكِ النَّاسُ  
فَرَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ يَدَيْهِ دَعَا وَرَفَعَ  
النَّاسُ أَيْدِيَهُمْ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ  
وَعَلَّ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُونَ  
(بخاری ج ۱۵)

امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں  
جب خشک سالی کی آزمائش پیش آتی تو امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدنا  
عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بارگاہ خداوندی حلق و علا میں بطور وسیلہ پیش کر کے  
دعا کیا کرتے :-

**حدیث ۲**  
اللَّهُمَّ إِنَّا كُنَّا  
نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ  
بِأَبِي سَلَمَةَ

اے اللہ بیشک ہم تیری بارگاہ میں اپنے  
پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور وسیلہ



يُنَبِّئُنَا صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ فَتَسْقِينَا وَأَنَا تَوَسَّلُ  
إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ فَاسْقِنَا قَالَ فَيُسْقَوْنَ  
(بخاری ج ۱ ص ۱۳۴)

## شرک اصغر

ریاکاری جسے اسلام میں شرک عملی، شرک خفی اور شرک اصغر سے تعبیر کیا گیا ہے ظاہر ہے کہ بہت بڑا جرم اور خداوند کریم جل وعلا کے قہر و غضب کا باعث ہے۔ اور اس سے عبادت چاہے مالی ہو یا بدنی بے کار و مردود ہو جاتی ہے اور ایسے ریاکار عابد کے لئے ہلاکت و تباہی کا سبب ہو کر رہ جاتی ہے۔  
اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے :-

آیت ۱  
فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ  
الَّذِينَ هُمْ عَنْ  
صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۚ الَّذِينَ  
هُمْ يَرَاءُونَ ۚ وَكَيْفَ يُعْلَمُونَ  
(سورة الماعون پ)

آیت ۲  
وَالَّذِينَ يَتَّبِعُونَ  
أَمْرَ اللَّهِمْ رَاءًا  
النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا  
بِالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ (النساء آیت ۳)

اور وہ جو اپنے مال لوگوں کے دکھاؤ کو خسر کر رہے ہیں اور ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور نہ قیامت پر

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

عَنْ شَدَّادِ بْنِ  
أَوْسٍ قَالَ سَمِعْتُ  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يُرَافِقُ بَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ فَقَدْ أَشْرَكَ  
بِشَيْءٍ مِنْ شُرَكَائِهِ فَقَدْ أَشْرَكَ  
بِشَيْءٍ مِنْ شُرَكَائِهِ فَقَدْ أَشْرَكَ  
بِشَيْءٍ مِنْ شُرَكَائِهِ فَقَدْ أَشْرَكَ  
(رواہ احمد)

حدیث ۲  
وَعَنْهُ أَنَّ بَنِي  
فَقِيلَ لَهُ مَا  
بِكَ قَالَ شَيْءٌ سَمِعْتُ  
مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَقُولُ قَدْ كَرِهْتُ فَاكْفَانِي  
سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَقُولُ أَتَخَافُونَ  
عَلْ أَصْبَحَ الشِّرْكَ وَالشُّهُوَّةَ  
الْعَفِيفَةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
شِرْكَ أُمَّتِكَ مِنْ بَعْدِكَ قَالَ  
أَعْمَ أَمَّا أَنَّهُمْ لَا يَعْبُدُونَ شَيْئًا  
لَا قَمَرًا وَلَا حَجَرًا وَلَا وَثَنًا

انہی سے روایت ہے کہ وہ رونے۔ اُن سے کہا گیا کہ آپ کو کیا چیز رلاتی ہے فرمایا وہ بات جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنی وہ مجھے یاد آگئی اُس نے مجھے رلا دیا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ میں اپنی امت پر شرک اور خفیہ شہوت کا خوف کرتا ہوں۔ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ کی امت آپ کے بعد شرک کرے گی؟ فرمایا ہاں خیال رہے کہ وہ لوگ نہ سوچ کو بوجھیں گے نہ چاند کو نہ پتھر کو نہ بت کو



وَلَكِنْ يَرَاءُونَ بِأَعْمَالِهِمْ  
الشَّهْوَةَ الْخَفِيَّةَ أَنْ يَصْبِيحَ  
أَحَدُهُمْ صَائِمًا فَتَعْرِضَ لَهُ  
شَهْوَةٌ مِّنْ شَهْوَاتِهِ فَيَتَوَكَّأَ  
صَوْمًا. (مشکوٰۃ شریف ۵۴)

### حدیث ۳۳

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ  
لَبِيدٍ أَنَّ النَّبِيَّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ  
أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكَ  
الْأَصْغَرَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ؟  
قَالَ الْبَرِّيَاءُ. (رواه احمد مشکوٰۃ)

اس حدیث پاک میں ریاکاری کے عمل کو شرک اصغر تو فرمایا گیا مگر اس کے مرتکب کو مشرک نہیں کہا گیا۔ بلکہ سید کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:-

إِنِّي لَسْتُ أَخْشَى أَنْ تُشْرِكُوا  
بَعْدِي وَلَكِنِّي أَخْشَى عَلَيْكُمُ  
الدُّنْيَا أَنْ تَتَنَافَسُوا فِيهَا وَ  
تَقْتَتِلُوا فَتَهْلِكُوا كَمَا هَلَكَ  
مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ. (مسلم شریف ۵۴)

مجھے اس بات کا خوف نہیں کہ تم میرے بعد شرک کرو گے، البتہ مجھے خوف ہے کہ تم دنیا میں دلچسپی لو گے اور مرنے مارنے پر تڑپ جاؤ گے۔ تو تم ہلاک ہو جاؤ گے جس طرح تم سے پہلے ہلاک ہو گئے۔

اس حدیث اور مذکورہ بالا حدیث کہ ”یہ لوگ چاند سورج یا کسی پتھر اور بت کی عبادت نہیں کریں گے بلکہ اپنے اعمال کی نمائش کریں گے“ سے پتہ چلا کہ کتب کو حاصل کرنا اور اس کی نمائش کرنا اپنی نگاہ نبوت سے قیامت تک کے حالات و احوال دیکھ رہے تھے کہ مسلمان ریاکاری جیسے شرکیہ عمل کی دبا میں تو مبتلا ہوں گے مگر بت پرستی وغیرہ کے شرک نہیں کریں گے۔ لہذا واضح ہوا کہ مسلمان ریاکاری کی نمائش جیسی بد عملی سے مسلمان ہی رہتا ہے مشرک نہیں ہو جاتا۔

ورنہ سینکڑوں بلکہ ہزاروں دیوبندی و بابی مکتب فکر کے ایسے لوگ ہیں جو ریاکاری کے مرض کے مرض ہیں مگر توحید کے ٹھیکیدار انہیں مشرک نہیں کہتے۔ اس شتر بے جہار قوم کے نزدیک ہر وہ بیچارہ مسلمان مشرک قرار پاتا ہے جو رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھٹائے الٹی محتار کُل حاضر و ناظر اور نبی غریب صلی اللہ علیہ وسلم تسلیم کرتا ہے یا وہ جو خداوند کریم کے برگزیدہ و محبوب بندوں کو اس کی بارگاہ اقدس میں سفارشی لاتا اور ان کا وسیلہ اختیار کرتا ہو ایسے مسلمانوں کو مشرک و کافر اور بدعتی قرار دینا تو اس ملت کے جیالوں کا بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ حتیٰ کہ ان لوگوں کے پیشوا و امام مولوی اسماعیل دہلوی نے تو اپنی رسوائے زمانہ کتاب نام نہاد تقویۃ الایمان میں یہاں تک لکھا مارا: ”سوا بوجہل اور وہ شرک میں برابر ہیں“

پیارے مسلمان بھائیو! امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام تو اُمت کے مشرک ہو جانے کا خطرہ محسوس نہ فرمائیں مگر یہ قوم جو شرک و بدعت کے فتوؤں کی بدستی میں ایسی بدحواس ہو چکی ہے کہ ہر وقت اس قوم پر مسلمانوں کو مشرک و بدعتی کہنے



کابھوت سوار رہتا ہے اور فکر توحید دامگیر رہتی ہے۔ تقریر و تحریر وغیرہ میں  
ایسا کوئی موقع ہاتھوں سے نہیں جانے دیتی جس میں مسلمانوں کو مشرک، کافر  
اور بدعتی نہ بنالے۔

ممد و کرنا، مدد کے لئے نکالنا

اللہ تعالیٰ مُستعانِ حقیقی ہے یعنی حقیقی و ذاتی طور پر لائقِ استعانت اور مددگار ہے۔ اور اُس نے اپنے فضل اور جہربانی سے اپنے پیارے بندوں کو اپنا دِل و اُنبیاء و کرام علیہم السلام اور اولیائے کرام علیہم الرضوان کو بھی مدد کرنے اور امداد کو پہنچنے کی طاقت اور قدرت عطا فرمائی ہے۔ اس روزمرہ زندگی میں ایک کا دوسرے کی مدد کرنا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے مدد کر سکتے ہیں اور مشکل وقت میں اگر کوئی فریاد کرے امداد کے لئے پکارے تو اس کی فریاد رسی فرما سکتے ہیں بالکل درست قرآن و حدیث سے مُحقق و عملِ سلف و خلف سے ثابت اور منکرین کی کتابوں کے حوالوں سے مُصدّق و مؤید ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے :-

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ  
وَالْتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ

(المائة = 100)

اس کیفیت مبارکہ میں نیکی و پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرنے کا حکم فرمایا گیا ہے جس سے پتہ چلا کہ مخلوق خدا ایک دوسرے کی مدد کر سکتی ہے اور ایک شخص دوسرے سے مدد مانگ سکتا ہے۔ اس میں شرک وغیرہ کی کوئی

اس اور نہ اللہ تعالیٰ اس بات کا حکم نہ فرماتا۔ اور مدد کرنے کا حکم  
اس میں انبیائے کرام علیہم السلام کو بھی فرمایا گیا۔ جیسا کہ قرآن مجید  
فرمایا گیا:-

تو ضرور ضرور اُس پر ایمان  
لانا اور ضرور ضرور اُس کی  
مدد کرنا۔

(الفصل - ۱۱)

وہ لکھیں قدسید جن کی بعثت کا مقصد ہی اپنے اپنے منصب نبوت و  
کلمات کے مطابق پیغام توحید پہنچانا، احکام شرعیہ کی تبلیغ اور شرک کو مٹانا تھا  
اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدد کرنے کا تاکید  
کرتے ہوئے مدد کرنے کا حکم فرمایا۔ جس سے واضح ہوا کہ محبوبانِ خدا کا مدد  
فرمانِ حکیم خداوندی اور منشاءِ الہی کے عین مطابق ہے :-

ایت ۳۴  
 قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِّلْحَوَارِیِّیْنَ  
 اَنْ اَنْصَارَیْ اِلٰی اللّٰهِ قَالَ  
 الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ

عیسیٰ ابن مریم (علیہ السلام) نے حواریوں  
 سے فرمایا کون ہیں جو اللہ کی طرف  
 ہو کر میری مدد کریں؟ حواری بولے  
 ہم دین خدا کے مددگار  
 ہیں۔

(اصف ۱۲)

(1950)

آیت ۴  
قَالَ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُو  
أَيُّكُمْ يَا تُبَيُّ  
عَزَّشَهَا قَبْلَ أَنْ يَأْتُوْنِي  
مُسْلِمَةً ۝ (النمل - ۳۸)

مُتَلَمِّذٌ (شمل - ۳۸)

آیت ۵ | قَالَ مَا مَكِّنِّيْ | کہاؤ جس پر مجھے میرے رب نے

قَالَ مَا مَكْنِي



فِيهِ رَبِّي خَيْرٌ فَأَعِينُونِي بِقُوَّةٍ ۖ أَلَيْهِ (الكهف- ۹۵) قابو دیا ہے بہتر ہے تو میری مدد طاقت سے کرو۔

آیت ۳ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اپنے حواریوں سے مدد مانگنے کا ذکر ہوا۔ آیت ۴ میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا بلقیس کا تخت منگوانے کے لئے مدد مانگنا ثابت ہوا۔ اور آیت ۵ میں حضرت سکندر ذوالقنین نے یا جوج ماجوج کے آگے دیوار بناتے وقت صاف طور پر فاعلینونی فرما کر لوگوں سے مدد طلب فرمائی۔ جس سے پتہ چلا کہ اللہ کے بندوں کا بندوں سے مدد مانگنا شرک نہیں بلکہ انبیائے کرام علیہم السلام اور دیگر محبوبانِ خدا کی سنت ہے۔

**حدیث ۱** عَنْ رَابِعَةَ بِنْتِ كَعْبٍ قَالَتْ كُنْتُ آيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُهُ بوضوئه وَحَاجَّتِهِ فَقَالَ لِي سَلْ فَقُلْتُ أَسْأَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ قَالَ أَوْ غَيْرَ ذَلِكَ قُلْتُ هُوَ ذَلِكَ قَالَ فَأَعِنِّي عَلَى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ (رواه مسلم مشکوٰۃ شریف ۴)

حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں بارگاہِ رسالت علیہ السلام میں رات گزار کرتا تھا۔ میں نے آپ کی خدمت میں وضو کا پانی اور دیگر ضرورت کی چیزیں پیش کیں تو آپ نے فرمایا مانگ۔ میں نے عرض کیا میں آپ سے جنت میں جناب کی رفاقت مانگتا ہوں۔ فرمایا اور کچھ؟ میں نے عرض کیا بس یہی۔ فرمایا تو میری امداد کر اپنے نفس پر زیادہ

سجدوں سے۔

”مجھ کو بھی سے مانگ کر مانگ لی ساری کائنات“

**حدیث ۲** اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:-

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى زَوْجَهُ مَكْرُمَةً مَيْمُونَةً رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، اُنْ كَانَتْ بَارِئَةً مِنْ بَارِيٍّ كَانَتْ تَشْرِيْفُ فَرَا هُوْنُ تُوْ اَبِ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَمَازُ كُ لَنْ وَضُوْ فَرَا نِ اُتْخُ تُوْ مِ لَنْ سَنَا كُ اَبِ اَبْنِ وَضُوْ فَرَا نِ كُ لْ جُ كُ فَرَا تَنْ هِ لْ بِيْ كُ لْ بِيْ كُ تِيْنِ بَارِ نَصْرَتِ تِيْنِ بَارِ يَحْنِ مِ تِيْرَ لْ پَاسِ پَنچَا مِ تِيْرَ لْ پَاسِ پَنچَا تُوْ مَدُوْ دِيَا كُ لْ تُوْ مَدُوْ دِيَا كُ لْ تُوْ جَبِ اَبِ بَاہِرُ تَشْرِیْفِ لَائِ لْ مِ لَنْ عَرْضِ كُ لْ يَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مِ لَنْ سَنَا كُ لْ اَبِ اَبْنِ وَضُوْ كُ لْ مَقَامِ پُر فَرَا رَہِ تْخُ لْ بِيْ Kُ Lْ Bِيْ Kُ Tِيْنِ بَارِ نَصْرَتِ نَصْرَتِ تِيْنِ بَارِ نَصْرَتِ تِيْنِ بَارِ گُویَا اَبِ کُ سِی اَنَسَانِ سَ کَلَامِ فَرَا رَہِ تْخُ۔ کُ لْ اَبِ کُ لْ پَاسِ کُ وُفِ تْخَا؟ تُوْ اَبِ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَنْ فَرَا یَا یَہِ رَا جَزَبْنِی کُ وِبِ مِجھ سَ فَرَا یَا دُ کُ رَا ہِے۔

عتبہ بن غزو ان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں:-

**حدیث ۳**

طبرانی کبیر ۲۳، ۳۵۲، طبرانی صغیر ۲، ۳۴۶، المعجم ۱۶۳، اصالبہ ۲، ۲۹۶، کتاب الاستیعاب ۲، ۳۴۶، شرح الزرقانی علی المواہب ۲، ۲۹۶،



قَالَ إِذَا أَصَلَ  
أَحَدُكُمْ شَيْئًا أَوْ أَرَادَ عَوْنًا  
وَهُوَ بِأَرْضٍ لَيْسَ بِهَا  
أَنْبِيْسٌ فَلْيَقُلْ يَا عَبْدَ اللَّهِ  
أَعْيُنُوْنِي فَإِنَّ لِلَّهِ عِبَادًا لَا  
نَرَاهُمْ۔

حدیث ۴  
عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا

قَالَ إِنَّ لِلَّهِ مَلَائِكَةً  
فَضْلًا سِوَى الْحَقِظَةِ  
يَكْتُبُونَ مَا سَقَطَ مِنْ وَرَقِ  
الشَّجَرِ فَإِذَا أَصَابَتْ أَحَدَكُمْ  
عُرْجَةٌ فِي سَفَرٍ فَلْيُنَادِ عَيْنُوا  
عِبَادَ اللَّهِ رَحِمَكُمُ اللَّهُ۔

حدیث ۵  
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ  
بْنِ مَسْعُودٍ

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا انْقَلَبْتَ دَابَّةً

کہ آپ نے فرمایا جب تم میں  
سے کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے یا  
مدد کا ارادہ کرے اور وہ ایسی جگہ  
ہو جہاں کوئی ہمدم نہیں تو اُسے  
چاہیے کہ کہے اے اللہ کے بندو میری  
مدد کرو۔ تحقیق اللہ کے کچھ بندے ہیں  
جنہیں ہم نہیں دیکھتے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما  
سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم نے فرمایا کہ محافظ فرشتوں کے  
علاوہ اللہ تعالیٰ نے اور فرشتوں کو  
مقرر فرمایا ہوا ہے جو درخت کا پتہ بھی  
گرے لکھتے ہیں۔ توجہ تمہیں کسی جنگل  
میں کوئی تکلیف پہنچے تو پکارنا چاہیے  
اللہ کے بندو! میری مدد کرو اللہ تعالیٰ  
تم پر رحم فرمائے۔

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ  
سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ  
علیہ وسلم نے فرمایا جب جنگل میں تم  
میں سے کسی کا جانور چھوٹ جائے تو

اللَّهُ بِأَرْضٍ فَلْيَقُلْ يَا  
اللَّهُ احْبِسُوا عَلَيَّ يَا  
اللَّهُ احْبِسُوا عَلَيَّ فَإِنَّ  
لِلَّهِ عِبَادًا لَا نَرَاهُمْ۔  
پکارے اے اللہ کے بندو اُسے روک  
دو۔ اے اللہ کے بندو اُسے روک دو۔  
تحقیق اللہ کے بندے زمین میں  
موجود ہوتے ہیں تم پر روک  
دیں گے۔

آفت مسلمہ کے اکابر محدثین کرام و علمائے عظام علیہم الرحمة والرضوان  
ان احادیث مبارکہ کو تین صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے نقل فرمایا۔  
حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی حدیث کے تحت  
ہم حافظ نور الدین علی بن ابی بکر حبشی لکھتے ہیں کہ اس کے راوی ثقہ ہیں ۲  
امام ملا علی قاری علیہ الرحمة حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ  
عنہ سے مروی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں :-

لَا يَنْبَغِي لِبَعْضِ الْعُلَمَاءِ الثَّقَاتِ  
مَنْ أَحَدٌ يَتَحَسَّنُ يَحْتَاجُ  
الْمَسَافِرُونَ۔ (الحزب الثمین)  
کہ بعض علماء ثقات نے فرمایا کہ یہ  
حدیث حسن ہے، مسافروں کو اس  
کی بہت حاجت ہے۔  
امام موصوف اس امر کے مجرب ہونے کے بارے لکھتے ہیں :-

وَمَنْ عَنِ الْمَشَارِئِ أَنَّ  
مَجْرِبٌ مُحَقَّقٌ۔ (حوالہ مذکور)  
اور مشائخ کرام سے مروی ہے کہ یہ  
مجرب ہے اس سے حاجت داہوتی ہے۔

حدیث ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳،



چنانچہ علامہ نووی علیہ الرحمۃ نے اذکار میں اس کے مجرب ہونے پر ایک واقعہ بھی نقل فرمایا۔ اور غیر متقدمین کے سرکردہ عالم شوکانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کو ذکر کر کے جہاں اس کی ثقاہت کا اعلان کیا ساتھ ہی ساتھ اپنے عقیدہ کو یوں بیان کیا :-

وَفِي الْحَدِيثِ دَلِيلٌ عَلَى جَوَابِ  
الْإِسْتِعَانَةِ بِمَنْ لَا يَرَاهُمْ  
الْإِنْسَانُ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ مِنْ  
الْمَلَائِكَةِ وَصَلَّى الْحَيِّ وَكَسَى  
فِي ذَلِكَ بَأْسٌ كَمَا يَجُوزُ لِلْإِنْسَانِ  
أَنْ يَسْتَعِينَ بِبَنِي آدَمَ إِذَا عَثَرَتْ  
ذَابْتَهُ أَوْ انْعَلَتْ (تحفة الزكّرين)

دیوبندی مکتب فکر کے امام مولوی رشید احمد گنگوہی نے اپنی یوں اظہارِ حیل کیا۔ "اور بعض روایات میں جو آیا ہے اَعِيْثُوْنِي يَا عِبَادَ اللَّهِ یعنی اے اللہ کے بند میری مدد کرو؛ تو وہ فی الواقع کسی میت سے استعانت نہیں ہے بلکہ عباد اللہ جو صحرا میں موجود ہوتے ہیں اُن سے طلبِ اعانت ہے کہ حق تعالیٰ نے ان کو اسی کام کے واسطے وہاں مقرر کیا ہے۔" (فتاویٰ رشیدیہ ج ۱ ص ۱۹۸)

(فتاویٰ صحرا میں اللہ تعالیٰ کے جو بندے موجود ہوتے ہیں ظاہر ہے کہ وہ معاذ اللہ خدا نہیں بلکہ مخلوق خدا ہیں، غیر اللہ ہیں۔ اُن کی ڈیوٹی مخلوق خدا کی مدد کرنا اور وہ مدد طلب کرنے پر اعانت فرماتے ہیں۔ لہذا شوکانی و گنگوہی کی مذکورہ

(تفہیم از صفحہ گزشتہ) مقياس حقيقت ص ۴۸ : جاد الحق ج ۱ ص ۱۹۸

مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۳۲

ہدایات سے ظاہر ہوا کہ اہلسنت کا عقیدہ (الحمد للہ) برحق ہے جو یہ کہتے ہیں کہ محبوبانِ خدا بے عطاء الہی امداد کر سکتے ہیں۔ اور نام نہاد تقویۃ الایمان کے پیروکاروں کا عقیدہ باطل و مردود ہے جو یہ کہتے ہیں کہ کسی سے مدد نہیں مانگنی چاہیے۔ کوئی پیر، شہید، امام اور نبی مدد نہیں کر سکتا کسی کی اختیار نہیں۔ معاذ اللہ۔

مولوی صدیق حسن  
بھوپالی نے بارگاہ

## مسائل شریف کے بعد استعانت

مسائل علیہ السلام میں یوں استغاثہ کیا :-

اے میرے آقا! میرے سہارے، میرے  
وسیلے۔ سختی اور غمی میں میرے کام آنے  
والے۔ میں آپ کے دروازے پر حاضر  
ہوا ہوں اس حال میں کہ میں ذلیل ہوں  
گو گڑا رہا ہوں غمرہ ہوں اور میری سانس  
پھولی ہوئی ہے۔ آپ کے سوا میرا کوئی  
نہیں ہے جس سے مدد مانگی جائے۔  
(مشید ہدیۃ المہدی ص ۱)

رحم فرمائیے۔

ان دلائل سے روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ محبوبانِ خدا بے عطاء الہی مدد بھی ظاہری حیاتِ مبارکہ میں بھی امداد کر سکتے ہیں اور دنیا سے پردہ فرما کر مدد بھی۔ اُن سے مدد طلب کرنا، انہیں امداد کے لئے پکارنا جائز اور قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ اس جائز امر کو شرک تصور کرنا انتہائی بدعقیدگی و



بدبختی کی دلیل اور قرآن وحدیث کے واضح اور صریح دلائل کا انکار ہے۔ اور اُمت مسلمہ کے وہ جلیل القدر علماء ومحدثین جنہوں نے طلبِ مدد کے بارے میں روایات نقل کیں اور اس امر کو جائز قرار دیا، کو خواہ مخواہ مشرک بنانے کے مترادف ہے۔

## اختیارات وتصرفات

اللہ تعالیٰ ہر چیز کا حقیقی و ذاتی طور پر حاکم، مالک اور مختار ہے۔ اور اپنی مخلوق میں سے جسے چاہے حکومت، ملک اور کسی چیز پر ملکیت و اختیار عطا فرماتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے :-

**آیت ۱۱** قُلِ اللَّهُمَّ مَلِكُ الْمَلِكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعْزِزُ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ ۚ يَبِيدُكَ الْخَيْرُ أَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۚ (آل عمران ۱۱)

یوں عرض کرے اللہ ملک کے مالک جسے چاہے سلطنت دے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے۔ اور جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے ساری بھلائی تیرے ہی ہاتھ ہے بیشک تو سب کچھ کر سکتا ہے۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ ملک اور حکومتیں عطا فرماتا ہے۔ اور یہ ظاہر بات ہے کہ جو مالک و حاکم ہوتا ہے وہ باختیار ہوتا ہے۔ اور جتنی جس کی حکومت ہوگی اُسی قدر اُس کے اختیارات بھی وسیع ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر اقدس پر لُوْلاک کا تاج سجا کر آپ کو زمین و آسمانوں کا حاکم و شہنشاہ بنایا ہے۔ اور آپ کو حاکم نہ ماننے والوں کے مومن ہونے کا اعلان فرمایا ہے۔ قرآن حکیم میں ہے :-

**آیت ۲** فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ تَأْتِيَهُمُ الْغِيَاثُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِمْ ۖ فَالْحَبْلُ يُوقَظُ فِيهِمْ ۚ وَآتَىٰ أَنْفُسِهِمْ خُرْجًا ۚ وَاسْتَبَيَّتُوا وَلِيًّا ۚ فَاسْتَبَيَّتُوا تَحْلِيْمًا ۚ (سجده ۲۵)

تو اے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں اور پھر جو کچھ تم حکم فرما دو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں۔ اور جی سے مان لیں۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ عظم اور نائب اکبر ہیں لہذا اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسے تصرفات و اختیارات سے سرفراز فرمایا ہے کہ آپ اس عطا داد طاقت و اختیارات سے مشکل کشائی بھی فرماتے ہیں اور حاجت روائی بھی اور جتنا جسے چاہیں عطا فرما کر غنی بھی فرمادیتے ہیں۔ قرآن کریم میں ہے :-

**آیت ۳** وَمَا تَنْقُضُوا إِلَّا أَنْ أَعْتَدَهُمُ اللَّهُ ۚ (التوبہ ۳۱)

اور انہیں کیا بُرا لگا بھی نہ کہ اللہ و رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے فرمائے کا ذکر فرمایا ہے۔ فرق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ذاتی طور پر غنی و مالدار کرتا ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کائنات کی اُن تمام نعمتوں سے غنی فرماتے ہیں جو خالق کائنات جل شانہ نے آپ کے دامن رحمت میں رکھی ہوئی ہیں۔ چنانچہ اللہ باری تعالیٰ ہے :-

**آیت ۴** إِنَّا آعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ ۚ (الکوثر ۱)

اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم، بیشک ہم نے آپ کو بے شمار خوبیاں عطا کیں۔

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ نے تفسیر کبیر میں ارشاد فرمایا :-



الْمَوَادِّ مِنَ الْكَوْثَرِ جَمِيعٍ نَعِمَ  
اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الْمَقُولُ عَنِ  
ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا إِنَّ  
لَفِظِ الْكَوْثَرِ يَتَنَاوَلُ النَّعَمَ  
الْكَثِيرَةَ (تفسير کبیر)

**آیت ۵** وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا  
مَا آتَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ  
سَيُؤْتِينَا اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَرَسُولُهُ (پ التوبہ ۵۹)

پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ بھی دیتا ہے اور اُس کی عطا و فضل سے رسول کریم  
صلی اللہ علیہ وسلم بھی عطا فرماتے ہیں۔ اور عطا کیوں نہ فرمائیں گے جب کہ  
اللہ تعالیٰ نے آپ کو زمین کی ملکیت اور ہر شے کی چابیاں عنایت فرما کر قاک  
خازن ہونے کا شرف و مقام عطا فرمایا ہے :-

**حدیث ۱** وَعَلِمُوا أَنَّ  
الْأَرْضَ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ (بخاری شریف ج ۲ ص ۲۵۲)  
مسلم شریف ج ۲ ص ۹۲

**حدیث ۲** إِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ  
وَحَاكِمٌ وَاللَّهُ

”الکوثر“ سے مراد تمام نعمتیں ہیں جو  
نے اپنے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ  
کو عطا فرمائی ہیں یہی معنی مقسول  
حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ  
عنہما سے منقول ہے کیونکہ لفظ کوثر  
نعمتوں کو شامل ہے۔

اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی  
جو اللہ و رسول نے اُن کو دیا اور کہتے  
ہمیں اللہ کافی ہے۔ وہ دے گا ہم کو  
اپنے فضل سے اور اُس کا رسول

اور جان لو کہ زمین اللہ تعالیٰ  
اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ  
وسلم کی ہے۔

میں تقسیم کرنے والا اور خازن یعنی  
جمع فرمانے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ

عطا فرماتا ہے۔

**حدیث ۳** وَإِنِّي كَذَّابٌ عَظِيمٌ  
مَقَاتِلُ خَزَائِنِ  
الْأَرْضِ أَوْ مَقَاتِلُ جَمِيعِ الْأَرْضِ

اُوْتِيْتُ مَقَاتِلَ  
كُلِّ شَيْءٍ

**حدیث ۵** لَوْ شِئْتُ لَسَاوْتُ  
مِيعَى جِبَالِ الدَّهَبِ

**حدیث ۶** أُعْطِيتُ الْكَذْرَيْنِ  
الْأَحْمَرَ وَالْأَبْيَضَ

ان احادیث سے ظاہر ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خزانے بھی  
عطا فرمائے گئے ہیں اور چابیاں بھی۔ نیز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قاسم کے  
مقام پر بھی مامور فرمایا گیا ہے۔ اب آپ فیصلہ فرمائیں کہ جس کو خزانے  
بھی دیئے گئے ہوں اور اُن خزانوں کی چابیاں بھی دی گئی ہوں کیا اس کو اُن  
خزانوں کے کھولنے کا کوئی اختیار نہ ہوگا۔ اور جب تک خزانوں کے تالے نہ  
کھولیں گے آپ قاسم یعنی تقسیم فرمانے والے کس طرح ہوں گے؟ لہذا آپ  
تقسیم فرمانے سے پہلے آپ کے لئے خزانوں اور چابیوں اور اُن چابیوں کے  
دریغ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے خزانوں کو کھولنے کا اختیار ماننا ضروری ہے :-

بخاری شریف ج ۲ ص ۱۹، مسلم شریف ج ۲ ص ۲۰۶، مشکوٰۃ شریف ج ۳ ص ۳۲

بخاری شریف ج ۲ ص ۹۲، مسلم شریف ج ۲ ص ۲۵۲، المعجم الکبیر ج ۱۲ ص ۲۸۹، خصائص البکری ج ۱ ص ۱۹۵،  
بخاری شریف ج ۲ ص ۲۵۲، مشکوٰۃ شریف ج ۳ ص ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴



آپ قاسم قرار نہیں پاسکیں گے۔ اور جب آپ کو قاسم تسلیم کریں گے تو لا محالہ مالک و مختار بھی ماننا پڑے گا۔ اور پھر محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح باقی امور میں مختار ہیں اسی طرح آپ احکام شرعیہ میں بھی با اختیار ہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

**آیت ۷۱** وَيَجْعَلْ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحْكَمْ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثُ الْآيَةُ (الاعراف ۵۷)

اور ستھری چیزیں اُن کے لئے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا۔

کسی چیز کو کسی کے لئے حلال یا حرام قرار دیں اور جس کے لئے جو چاہیں فرمائیں آپ احکام کے مالک ہیں۔ چنانچہ ارشاد نبوی علیہ السلام ہے :-

**حدیث ۱** عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ فُرِضَ عَلَيْكُمْ الْحَجُّ فَحُجُّوا فَقَالَ نَجِلْ أَكُلْ عَامٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَسَكَتَ حَتَّى قَالَهَا ثَلَاثًا فَقَالَ لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوْجَبَتْ لِي (مشکوٰۃ شریف ص ۲۲۵)

جناب ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا تو فرمایا اسے لوگو! تحقیق تم پر حج فرض کیا گیا ہے پس حج کیا کرو۔ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہر سال؟ تو آپ خاموش ہو گئے حتیٰ کہ اُس آدمی نے تین بار عرض کیا۔ آپ نے فرمایا ”اگر تم ہاں فرمادیتے تو ہر سال حج کرنا فرض ہو جاتا۔“

یعنی اگر آپ ”ہاں“ فرمادیتے تو پھر وہی اللہ تعالیٰ کا قانون بن جاتا۔ اور ملاحظہ فرمائیں :-

**حدیث ۲** أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ

ایک صاحب بارگاہ رسالت علیہ السلام

میں حاضر ہوئے اور اس شرط پر ایمان لانے کہ میں صرف دو ہی نمازیں پڑھا کروں گا۔ آپ نے اس سے اس شرط کو قبول فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں فرض فرمائی ہیں۔ کسی کو یہ کوئی شرط نہیں کہ ان کی تعداد کم کرے اور کہے پانچ نہیں کم فرض ہیں یا پانچ کم کی دانسی کی شرط پر کسی غیر مسلم کو مسلمان کرے۔ مگر سید کائنات علیہ السلام اس امر کا بھی اختیار ہے کہ کسی کے لئے فرائض میں جتنی چاہیں تخفیف فرمادیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمّ عتیّہ کو ایک بار نوحہ کرنے کی اجازت دی۔ حالانکہ نوحہ یعنی مُردے کو پھینکا حرام ہے۔

**حدیث ۱** كَيْفَ بِكَ إِذَا دَهَاقْتَ نِيرًا كَيْسًا هُوَ كَابِ تَحْتِ لَيْسَتْ سَوَارِي (روايل النبوة - مہرقی)

کیا تم کو یہ کہنا ہے کہ اگر تم نے سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے فرمایا: دہ وقت نیر کیسا ہوگا جب تجھے لیس سواروں کی گنتی ہوگی؟

چنانچہ دور فاروقی میں جب ایران فتح ہوا تو وہ کنگن بارگاہ فاروقی میں پیش کئے گئے اور امیر المومنین جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت سراقہ کو پہنا دیئے۔

شریعت محمدیہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) میں مرد کو سونا پہننا حرام ہے۔ حضرت سراقہ کے لئے وہ سونے کے کنگن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جائز فرمائے اور یہی آپ کی شان اختیارات ہے کہ شریعت کے احکام میں جو چاہیں



وہ کریں۔ مگر اور کسی مرد کے لئے سونا پہننا جائز نہیں۔

### اختیارات حضرت عیسیٰ علیہ السلام

إِنِّي أَخْلُقُ لَكُمْ مِنَ الطَّيْرِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَأَنْفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا أَبَازِنَ اللَّهِ وَأُبْرِئُ الْأَكْمَةَ وَالْأَبْرَصَ وَأُحْيِي الْمَوْتَى بِإِذْنِ اللَّهِ (آل عمران - ۴۹)

بے شک میں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی سی صورت بناتا ہوں پھر اُس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ پرند ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے اور میں شفا دیتا ہوں ماسور زاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مرنے زندہ کرتا ہوں اللہ کے حکم سے۔

حضرت وہب کا قول ہے کہ اکثر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس ایک ایک دن میں پچاس پچاس ہزار مریضوں کا اجتماع ہو جاتا تھا۔ اُن میں سے جو چل سکتا تھا وہ حاضر خدمت ہوتا تھا اور جسے چلنے کی طاقت نہ ہوتی اُس کے پاس خود شریف لے جاتے اور دعا فرما کر اُس کو تندرست کرتے اور اپنی رسات پر ایمان لانے کی شرط کر لیتے۔ (رد مشنور)۔ (آل عمران)

### اختیارات سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عَنْ عُمَرَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ عَلِيًّا مَيِّتٌ وَأَنَا مَيِّتٌ وَهُوَ وَلِيٌّ كُلِّ مُؤْمِنٍ. (مشکوٰۃ ۵۶۴ ترمذی ج ۲)

عمران بن حصین سے مروی ہے بے شک نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی رضی اللہ عنہ مجھ سے ہیں اور میں اُن سے ہوں۔ اور وہ ہر مومن کے ولی ہیں۔

لمعات میں لفظ "ولی" کی شرح میں ہے :-

"أَيُّ حَبِيبَةٍ وَنَاصِرَةٍ" یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ ہر مومن کے دوست اور مددگار ہیں۔

### مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے :-

النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَشْكُ نَبِيَّ كَرِيمٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَى فِي هَالٍ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاةً فَعَلَى مَوْلَاةً.

علامہ ابن اثیر نے مولیٰ کے جو متعدد معانی ذکر فرمائے اُن میں مالک، سرکار، تمام کرنے والا، آزاد کرنے والا، اور مددگار بھی ذکر فرمائے۔ اب یہ تمام معانی صاحب اختیار ہونے پر دلالت کرتے ہیں جس سے معلوم ہوا کہ جناب علی رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے مشکل کشائی و حاجت روائی فرماتے جیسے اختیارات سے نوازا ہے۔ ان دلائل قاہرہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب شیر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے با اختیار ہونے کا پتہ چلا۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ رسوائے زمانہ کتاب نام نہاد تقویۃ الایمان میں یہ نظریہ "اور جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا خستہ نہیں" بالکل قرآن و حدیث کے خلاف اور منافی ہے۔ غور کیجیے مسلمان اپنی مسجد، مدرسہ اور گھر وغیرہ کے ماحول میں با اختیار ہے۔ حکمران اپنے اپنے عہدوں کے مطابق با اختیار ہوتے ہیں۔ مولوی نہ ہی اپنے سے اختیارات کی نفی کرتا ہے اور نہ حکمرانوں سے۔ اس ظالم کی ناپاک زبان و قلم حرکت میں آتے ہیں تو محبوب خدا کے خلاف کیا ایک لاکھ کئی ہزار صحابہ کو بغیر اختیار ہی کے محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے شرف صحابیت سے سرفراز فرما دیا تھا۔ منکر کو اُس کے بقول جو دولت ایمان نصیب ہوئی اُسے یہ بھی مدینے والے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا احسان اختیار نہ رہا۔ دیکھئے ان لوگوں کو کس قدر محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب شیر خدا



رضی اللہ عنہ کے ساتھ عداوت اور دشمنی ہے۔ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کی عداوت کی بنیاد تو اس امر پر ہے کہ آپ نے اس خارجی گروہ کی نشانیاں بیان فرمائیں اور ان کے فتنوں سے اُمت کو خبردار و مطلع فرمایا۔ اور جناب شیر خیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دشمن اس لئے ہیں کہ آپ نے خارجی فتنہ پر دازلوں کو قتل کیا اور ان کی سرکوبی فرمائی۔ چنانچہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ایک لمبی حدیث میں ہے کہ:-

”ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے آپ کچھ تقسیم فرما رہے تھے کہ آپ کے پاس ایک شخص آیا جو بنی تمیم سے تھا۔ بولا یا رسول اللہ انصاف کیجئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیری خرابی ہو اگر میں انصاف نہ کروں تو کون کرے گا۔ اگر میں انصاف نہ کروں تو تو خائب و خاسر ہو جائے۔ تو جناب تیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے اجازت دیجئے میں اس کی گردن مار دوں۔ فرمایا اسے چھوڑ دو کیونکہ اس کے کچھ ساتھی ہوں گے کہ تم میں سے ہر ایک اپنی نمازیں ان کی نمازوں کے مقابلہ میں اور اپنے روزے ان کے روزوں کے مقابلہ میں خفیہ جانے گا۔ وہ لوگ قرآن پڑھیں گے قرآن ان کے گلوں سے نیچے نہ اترے گا۔ دین سے ایسے نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے کہ اس کی نوک اُس کے پر اس کی قدح یعنی لکڑی۔ اس کی نوک کے نیچے کو دیکھو تو اس میں کچھ نہیں پایا جاتا ہے حالانکہ وہ گوبر اور خون میں سے گزرا ہے۔ ان کی نشانی ایک کالا آدمی ہوگا جس کے بازوؤں میں سے ایک بازو عورت کے پستان کی طرح ہوگا یا گوشت کی بوٹی کی طرح جو ہلتا ہو۔ یہ لوگوں کے بہترین فرقے کے خلاف خروج کریں گے۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی اور میں گواہی دیتا ہوں

جناب علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے جہاد کیا میں آپ کے ساتھ ہوں آپ نے اس شخص کے متعلق حکم دیا: وہ ڈھونڈا گیا، اسے لایا گیا حتیٰ کہ اس نے اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی علامت پر دیکھا۔ اور ایک اُمت میں یوں ہے کہ ایک شخص آیا دھنسی ہوئی آنکھیں ابھری پیشانی گھسنی دھنسی اونچے رخسارے والا سر منڈا ہوا۔ وہ بولا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ سے ڈرو۔ تو فرمایا کہ اگر میں اُس کی نافرمانی کروں تو اللہ کی اطاعت کون کرے گا۔ اللہ تعالیٰ زمین والوں پر امین بنائے اور تم مجھے امین نہ جانو۔ ایک شخص نے اس کے قتل کی اجازت مانگی حضور نے منع فرمایا کہ اس کی نشت سے ایک قوم کی جو قرآن پڑھے گی، قرآن اُن کے گلے سے نہ اترے گا۔ وہ اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار ہے۔ وہ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بیت پرستوں کو چوڑ دیں گے۔ اگر میں انہیں پاؤں تو قوم عادی طرح قتل کروں۔

گستاخ رسول کی مسلم شریف میں ایک نشانی یہ بیان ہوئی اور نشانیاں کہ وہ مشرک الازار تھا یعنی اس نے تہہ بند کھینچ کر باندھا ہوا تھا۔ ان خارجیوں کی ایک علامت یہ بھی بیان فرمائی گئی سُبْحَانَهُمُ التَّحَالُفُ یعنی اُن کے سر منڈے ہوں گے۔ مذکور گستاخ کا بھی سر منڈا ہوا تھا۔

اب بھی خارجیوں کی علامت عموماً داڑھی لمبی، سر منڈا ہوا، پیشانی پر سجدہ کے داغ پانچاھے، شلواریں اور تہہ بند کافی اونچے ہوتے ہیں۔ خارجیوں کی بڑی تعداد شمشیر حیدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے واصل جہنم ہو گئی۔ اور جو بیچ گئے وہ آج تک اُمت مسلمہ کے لئے باعثِ فتنہ اور وبالِ جان بنے ہوئے ہیں۔

۱۔ بخاری شریف ج ۱ ص ۱۰۲۴ - مسلم شریف ج ۱ ص ۳۴۱

مشکوٰۃ شریف ص ۵۳۲ - مسلم شریف ج ۱ ص ۳۴۱ - ۳۴۲



اور پڑھیے

بہی وہ لوگ ہیں جو حادثہ کربلا میں قصور وار امام عالی مقام  
سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قرار دیتے ہیں، یہ  
بری، خلیفہ برحق اور امیر المومنین تصور کرتے ہوئے رحمتہ اللہ علیہ اور رضی اللہ  
عنہ جیسے دعائیہ کلمات سے نوازتے ہیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ ہمیشہ اس قوم  
مسلمانوں کو ہی قتل کیا، مال لوٹے اور اُمت مسلمہ کی پاک و امنوں کی عصمتوں  
و اعدا کر لیا۔ ان کی توپوں کے رخ ہمیشہ مشرکوں، یہودیوں اور نصاریوں کی بجائے  
اہل اسلام کی طرف رہے۔ بت شکنی کی بجائے مزارات اولیاء کو گرتا اور قرآن مجید  
کفار کے بارے نازل ہونے والی آیات کو انبیائے کرام علیہم السلام و اولیائے عظام  
علیہم الرضوان پر چسپاں کرنا ان کا دین و ایمان رہا۔  
چنانچہ اس قوم کے بارے حدیث میں ہے :-

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَذَاهُ شِرَارًا  
خَلَقَ اللَّهُ وَقَالَ إِنَّهُمْ انْطَلَقُوا  
إِلَى آيَاتِ نَزَلَتْ فِي الْكُفَّارِ  
فَجَعَلُوهَا عَلَى الْمُؤْمِنِينَ  
(بخاری ج ۲ ص ۲۴۰)  
اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ان کفار  
کو اللہ کی تمام خلقت سے بہت بُرا دیکھتے  
تھے۔ اور فرمایا کہ بیشک ایسی آیتوں کو  
کفار کے متعلق نازل ہوئیں انہیں وہ اہل  
ایمان پر چسپاں کریں گے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اختیارات کی نفی کا راز خوب واضح ہوا۔ اگر  
انہیں محبوبانِ خدا سے دشمنی نہ ہوتی تو کبھی ایسے فقرے چُست نہ کرتے۔  
بہر حال جان لینا چاہیے کہ کوئی کلمہ گو مسلمان ایسی جسارت کبھی نہیں  
کر سکتا۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں :-  
مُشْكِلُ كُشَاةٍ تَغْضُ | لَا يُحِبُّ | جناب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منافق

مُحِبُّ | لَا يُبْغِضُ | محبت نہیں کر سکتا اور مومن بغض نہیں  
رکھ سکتا۔ (مقدمة شریف ص ۵۶)  
ان روایات کے ان روشن دلائل سے جہاں پیارے مصطفیٰ صلی اللہ  
علیہ وسلم اور خلیفہ چہارم امیر المومنین سیدنا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے  
انصاف و سرفات کا پتہ چلا، ساتھ ہی یہ بھی واضح ہوا کہ مصنف "تقویۃ الایمان"  
مقدمہ و نظریہ باطل و مردود اور عظمت رسالت و شان ولایت کے  
مطلوبہ مساویات و بغاوت اور منافقت کا منہ بوتا ثبوت ہے۔  
اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ایسے گنہگار کو گستاخانہ عقائد سے مسلمانوں  
کو محفوظ رکھے۔ آمین !

## دُعَاؤُ رَمِیْنِ دُونِ اللَّهِ

”دُعَا“ دَعَوًا دَعْوَتٌ سے بنا ہے اور یہ لفظ قرآن مجید میں  
اس اصلی مادہ کے ساتھ مختلف صیغوں کی شکل میں متعدد معنوں میں استعمال  
ہوا ہے مثلاً (۱) پکارنا۔ (۲) بلانا۔ (۳) دُعا مانگنا۔ (۴) پُوجنا۔ (۵) تمنا کرنا۔  
جگہ ایک ہی معنی مراد لینا اور آیات قرآنیہ کا مطلب غلط بیان کرتے  
ہوئے یہ فتویٰ دینا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا غوث الاعظم کہنا شرک ہے،  
مذہبنا انصافی، قرآن مجید سے بے خبری، جہالت اور بغاوت کی واضح دلیل ہے۔  
یہجئے۔ درج ذیل میں مذکورہ معانی سے متعلقہ چند آیات نقل کی جاتی ہیں۔  
حکم تہہ چل جائے کہ ہر جگہ ایک ہی معنی مراد نہیں لے سکتے :-

۱ پکارنا، بلانا: وَاللَّسْوَىٰ يَدْعُوکُمْ  
۲ پکارنا، بلانا: وَاللَّسْوَىٰ يَدْعُوکُمْ  
۳ پکارنا، بلانا: وَاللَّسْوَىٰ يَدْعُوکُمْ  
۴ پکارنا، بلانا: وَاللَّسْوَىٰ يَدْعُوکُمْ  
۵ پکارنا، بلانا: وَاللَّسْوَىٰ يَدْعُوکُمْ  
اور دوسری جماعت میں رسول صلی اللہ  
علیہ وسلم تمہیں پکار رہے تھے :-



● ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَا تَيْتَنَ  
سَعِيَاءَ (البقرہ ۲۶۰)

● قَالَ رَبِّ ادْعُوهُ قَوْمِي ثَبَلًا  
وَهُهَامَا ادْعُوهُ يَزِدْهُمْ دُعَائِي  
الْاِفْرَامَا (نوح ۶۰-۵)

● لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ  
بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا  
(النور آیت ۶۳)

● وَلَتَكُنَّ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ  
إِلَى الْخَيْرِ رَا ل عمران ۱۰۴

ان آیات مبارکہ میں ”دعا“ پکارنے اور بلانے کے معنی میں ہے۔ ان ایسی کئی آیات قرآن مجید میں موجود ہیں جن میں لفظ دعا پکارنے اور بلانے کے معنی میں مذکور ہے۔ ان آیات میں اول الذکر آیت کریمہ میں پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو پکارنے کا ذکر ہے۔ دوسری آیت میں پکارنے والے سیدنا خلیل اللہ علیہ السلام ہیں اور جن کو پکارا گیا وہ ذبح کئے ہوئے جانور تھے۔ تیسری آیت میں حضرت نوح علیہ السلام کے بلے بیان ہو رہا ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کی جناب میں عرض کی ”اے میرے رب! میں نے اپنی قوم کو رات دن (راہ راست کی طرف) بلایا۔ چوتھی آیت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بارگاہ رسالت میں ندا کے آداب سکھائے جا رہے ہیں اور پانچویں آیت مقدسہ میں مسلمانوں کی ایک جماعت کو بھلائی کی طرف بلانے کا حکم فرمایا جا رہا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے علاوہ مطلقاً کسی کو پکارنا اور بلانا منع یا

نہی تو انبیائے کرام علیہم السلام ہرگز ایسا نہ کرتے۔ نہ ہی اللہ تعالیٰ صحابہ کرام کو رسول کریم علیہ السلام کی بارگاہ میں ندا کے آداب سکھاتا بلکہ بلانے اور پکارنے کا حکم فرماتا۔ اور نہ ہی واحد و یکتا خالق ایک جماعت کو نیکی و بھلائی کی طرف بلانے کا حکم فرماتا۔ جس سے معلوم ہوا کہ ہر صورت ہر کسی کو پکارنا نہ منع ہے۔ شرک۔ شرک تب ہی متصور ہوگا جب کسی کو معبود اور اللہ کریم کے مقابل خیال کر کے پکارے گا۔ حاشا وکلا کوئی بھی مسلمان انبیائے کرام علیہم السلام اور اولیائے عظام علیہم الرضوان میں سے کسی کو معبود یا خداوند کریم کا رقی نہیں سمجھتا۔ بلکہ ہر شئی مسلمان ان پاکیزہ شخصیات کو اللہ تعالیٰ کی مخلوق سمجھتا ہے۔ اس کی بارگاہ میں اُس کے عزت و وقار والے بندے خیال کرتا ہے۔ اس کی صحبت کے بعد ”تقویۃ الایمان“ میں مذکور نظر یہ کہ ”مصبیت کے وقت جو ایسا دعا دلیا اور پیر، شہید کو پکارے سو وہ مشرک ہو جاتا ہے“ باطل و مردود ہو کر رہ جاتا ہے۔ اور مذکورہ آیات کی روشنی میں یہ ثابت ہوتا ہے کہ کسی کو فوت ہونے سے پہلے بھی پکارنا جائز ہے اور وصال کے بعد بھی۔ اور ایسے پکارنے کو شرک کہنا اپنے مشرک و بے دین ہونے کی علامت ہے۔

۳۔ دُعَا مَا مَلَكْنَا  
ادْعُوا مَا تَبَكُّمُ اپنے رب سے دعا کرو گھر گھاتے  
تَضَرَّعًا وَخَفِيَّةً اور آہستہ

(الاعراف ۵۵)

● فَإِذَا دَرَكُوا فِي الْفُلِ ادْعُوا  
اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ (ہکک ۶۵)

لہ تقویۃ الایمان ص ۱۶ ملخصاً۔



● اٰجِبْ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا

دَعَاكَ (البقرہ- ۱۸۶)

● هُنَالِكَ دَعَا مُرْكَبًا

مَرِيَّةً (آل عمران- ۳۸)

میں دُعا مانگنے والے کی دُعا قبول کر

ہوں جب مجھ سے دُعا کرتا ہے

وہاں زکریا (علیہ السلام) نے اپنے

خود سے دعا کی

ان آیات مبارکہ میں دُعا کا اصطلاحی معنی مراد ہے یعنی خشوع و خضوع کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دُعا مانگنا۔ تو ظاہر ہے کہ ایسی دُعا کوئی مسلمان غیر خدا سے نہیں مانگتا۔ لہذا ایسی آیتوں سے نہ ہی یہ ثابت کیا جاسکتا ہے کہ محبوبانِ خدا کو مدد کے لئے پکارنا جائز نہیں۔ اور نہ ہی انہیں ایسے دُعوے پر دلیل کے طور پر پیش کیا جاسکتا ہے۔

فرمادیجئے میں اپنے رب کی عبادت کرتا

ہوں اور کسی کو اس کا شریک نہیں ٹھہراتا

قُلْ اِنَّمَا اَدْعُو رَبِّي وَلَا اشْرِكُ بِهِ اَحَدًا

(الحج- ۲۰)

اور بیشک مسجد میں اللہ ہی کی ہیں تو اللہ

کے ساتھ کسی اور کی عبادت نہ کرو

اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون ہے جو اللہ

کے سوا ایسوں کی عبادت کرے جو قیامت

تک اُس کی نہ سنیں اور انہیں اُن کی

پُوچا کی خبر تک نہیں

● وَاَنَّ الْمَسْجِدَ لِلّٰهِ فَلَا

تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا (الحج- ۱۸)

● وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُوْا

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَا يَسْتَجِيبُ لَهٗ

اِلٰى يَوْمِ الْقِيَمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ

غٰفِلُوْنَ (الاحقاف- ۵)

اور جو اللہ کے سوا جن کو پُوچتے ہیں وہ

کچھ نہیں بناتے۔ وہ خود بنائے ہوئے

ہیں۔ مَرَدے ہیں زندہ نہیں

● وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ

اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَهُمْ يُخَلَقُوْنَ

اَمْوَاطٌ غَيْرَ اَحْيَاءٍ (النحل- ۲۰)

● وَالَّذِيْنَ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ قَدْ دَعُوْا

اِلٰهًا لَّنَا الَّذِيْنَ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَهُمْ يُخَلَقُوْنَ

اَمْوَاطٌ غَيْرَ اَحْيَاءٍ (النحل- ۲۰)

● اَللّٰهُ (المومن ۶۶-۶۵)

ان آیات مبارکہ میں دُعا پُوچنے کے معنی میں ہے۔ اور ان تمام صیغوں

میں مراد ہے۔ کلام کا سیاق و سباق بھی اسی معنی پر دلالت کرتا

ہے۔ اور حاصل ان کا یہ ہے کہ عبادت کے لائق صرف اللہ تعالیٰ کی ہی ذات

ہے۔ اس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ لہذا ان آیات کو بھی محبوبانِ خدا

کو پکارنے کے عدم جواز پر دلیل نہیں بنایا جاسکتا۔

● اَلَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ اِلٰهًا لَّنَا الَّذِيْنَ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَهُمْ يُخَلَقُوْنَ

اَمْوَاطٌ غَيْرَ اَحْيَاءٍ (النحل- ۲۰)

اس آیت کریمہ میں بھی دُعا پکارنے کے معنی میں نہیں بلکہ تمنا، خواہش

اور آرزو کرنے کے معنی میں ہے۔ اور وہ آیات قرآنیہ جن میں مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

کو پکارنے سے منع فرمایا گیا ہے یا اُسے مشرکین کا فعل قرار دیا گیا ہے وہاں

دُعا سے عبادت مراد ہے اور یہی معنی علمائے تفسیر نے مراد لیا ہے۔ چنانچہ

تفسیر جلالین میں ہے :-

● وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ اِلٰهًا لَّنَا الَّذِيْنَ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَهُمْ يُخَلَقُوْنَ

اَمْوَاطٌ غَيْرَ اَحْيَاءٍ (النحل- ۲۰)

اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے سوا

بتوں کی عبادت کرتے ہیں :-



صاحب تفسیر خازن لکھتے ہیں :-

وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ تَعَالَى (۱۱) پوجتے ہو۔

معلوم ہوا کہ پکارنے سے مراد عبادت ہے اور مِنْ دُونِ اللَّهِ

بُت مراد ہیں۔

قرآن مجید میں لفظ دُون تین معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ (۱) علاوہ، (۲) مقابل، (۳) مقابلہ

مِنْ دُونِ اللَّهِ

چھوڑ کر۔ یعنی اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اللہ کے مقابلہ میں یا اُس کو چھوڑ کر کوئی مددگار اور کارساز نہیں۔ اور یہ تمام معانی

جماعت کے عقائد کی تائید و تصدیق کرتے ہیں۔ اس لیے کہ سنی مسلمان

اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی نہ عبادت کرتا ہے اور نہ ہی اس کے علاوہ کوئی لائق عبادت

کرتا ہے۔ یونہی اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر یا اس کے مقابلے میں کسی کو کارساز

اور مددگار نہیں سمجھتا۔ لہذا اس عقیدہ کے مطابق انبیائے کرام علیہم السلام

اور اولیاء عظام علیہم الرضوان جو مدد کرتے ہیں یا اُن سے مدد لی جاتی ہے تو وہ

سب اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی طاقت و اختیار کا نتیجہ ہے۔

آیت مبارکہ :- إِنَّ الَّذِي يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ

تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ کے سوا وہ بندے ہیں مثل

اللَّهِ عِبَادَ امْتِثَالِكُمْ (۱۲) (الاعراف)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ بندوں کو پکارنا اور اُن سے مدد طلب کرنا

شُرک ہے۔

جواب :- اس آیت کریمہ کے سیاق و سباق پر غور کرنے سے رفرور

دفعہ واضح ہو جاتا ہے کہ یہاں بھی بُت مراد ہیں۔ چنانچہ اس آیت سے

مَنْ يَدْعُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ تَعَالَى (۱۱) کیا اُسے شریک کرتے ہیں جو کچھ نہ

بنائے اور وہ خود بنائے ہوئے ہیں۔

اور اگلی آیت میں ہے :-

لَا يَدْعُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ تَعَالَى (۱۲) کیا اُن کے ہاتھ ہیں جن سے پکڑیں یا اُن

کی آنکھیں ہیں جن سے دیکھیں یا

اُن کے کان ہیں جن سے سُنیں۔

سیاق و سباق پر غور کرنے سے ثابت ہوا کہ اس سے مراد انبیاء کرام

علیہم السلام اور اولیاء عظام علیہم الرضوان نہیں بلکہ بُت ہیں۔

صاحب تفسیر خازن کی شہادت

یعنی بے شک وہ بُت جن کی

یہ مشرک لوگ عبادت

کرتے ہیں ان کی طرح اللہ کی

ملک ہیں۔

مذکور مفسر بتوں کو عباد فرمائے جانے کی

وجہ بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں :-

وَفِيهِ سَوَالٌ وَهُوَ أَنَّهُ وَصَفَهَا بِأَنَّهَا عِبَادٌ مَعَهَا جَمَادٌ

اور اس میں سوال ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ نے اُن کو لفظ عباد سے تعبیر کیا حالانکہ وہ



وَالْجَوَابُ أَنَّ الْمُشْرِكِينَ لَا  
أَدْعَاؤَ إِلَّا الْأَصْنَامَ تَضَرُّو  
تَنَفِّعُ وَجِبَ أَنْ يُعْتَقَدَ وَكَوْنُنَا  
عَاقِلَةً فَأَهْمَةً فَوَرَدَتْ هَذِهِ  
الْأَلْفَاظُ عَلَى وَفْقِ مُعْتَقِدِهِمْ  
تَبَيَّنَتْ أَلَهُمْ وَتَوَبَّخًا  
(تفسیر خازن ج ۱ ص ۱۶۹)

پھر میں تو جواب یہ ہے کہ مشرکین نے جب  
دعویٰ کیا کہ بت نفع اور نقصان دیتے  
ہیں پھر ضروری ہے کہ وہ اس امر کا بھی  
اعتقاد رکھیں کہ وہ عاقل بھی ہیں اور سمجھدار  
بھی۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ الفاظ ان کے  
عقیدے کے مطابق استعمال فرمائے ان کو  
غاموش فرماتے ہوئے اور ان پر ڈانٹ فرماتے ہوئے

## حاضر و ناظر

حضور سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے جس طرح اور  
بے شمار عظمتوں سے سرفراز فرمایا ہے اس طرح آپ کو حاضر و ناظر ہونے کا  
شرف بھی عطا فرمایا ہے۔ سواذ اعظم اہلسنت و جماعت کا آپ کے حاضر و  
ناظر ہونے کے بارے میں عقیدہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گنبد خضریٰ میں  
تشریف فرما ہو کہ خدا واد طاقت سے ساری کائنات کو ہاتھ کی پھنسی کی طرح  
دیکھ رہے ہیں۔ کوئی شے آپ کے علم سے باہر نہیں۔ اور اگر آپ اپنے  
غلاموں کو اپنی زیارت نصیب فرمانے یا حاجتمندوں کی حاجت روائی کے  
لیے ایک یا متعدد مقامات پر تشریف لے جانا چاہیں تو جاسکتے ہیں کوئی  
رکاوٹ و ممانعت نہیں۔

شہادہ  
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے باقی اسماء گرامی کے علاوہ ایک  
نام مبارک "شہادہ" صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہے جس کے  
معنی "حاضر و ناظر" ہیں۔

## ۱۔ قرآنی شہادت

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ رَأَيْتَ مَا سَأَلْنَاكَ  
شَاهِدًا ۱۔ الْآيَةُ (الاحزاب ۴)  
اس آیت کریمہ سے پتہ چلا کہ آپ شاہد یعنی حاضر و ناظر ہیں اور کائنات  
کی کوئی چیز ایسی نہیں جو آپ کے سامنے موجود نہ ہو اور آپ اس کو دیکھتے نہ  
ہوں۔ اُمت مسلمہ کے نامور مفسرین کرام علیہم الرضوان اسی آیت کریمہ کی  
تفسیر میں فرماتے ہیں:-

رَأَيْتَ مَا سَأَلْنَاكَ شَاهِدًا، عَلَى  
مَنْ بَعِثْتَ إِلَيْهِمْ تَرَاقِبًا  
أَحْوَالَهُمْ وَتَشَاهِدًا أَعْمَالَهُمْ  
ان سب پرچوں کی طرف آپ رسول

(از صفحہ گزشتہ) مع مفردات امام راغب صفحہ ۲۶۹ الشمود والشهادة  
الحضور مع المشاهدة اما بالبصيرة او باليصرية - علامہ اسماعیل حقی، روح  
البيان ج ۲ ص ۲۱ الشهود والشاهد ما يحضر كل احد مما بلغه من الدرجة  
شيخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوة ج ۲ ص ۲۶ "شاهد" یعنی عالم و حاضر  
بحال اُمت و تصدیق و تکذیب و نجات و ہلاکت ایشان "لسان العرب" امام ابن منظور  
ص ۲۲ الشہید الذی لا یغیب عن علمہ شیئاً - والشہید: الحاضر  
شہید وہ ہوتا ہے جس کے علم سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہ ہو اور شہید کا معنی "حاضر"  
ہے۔ المنجد (لويس مالوف) ص ۲۱ الشہید الشاهد الامین فی شہادۃ  
الذی لا یغیب شیئاً عن علمہ - حاضر۔ گواہی میں امین۔ جس کے علم سے  
کوئی چیز پوشیدہ نہ ہو۔ المنجد کے ان الفاظ کا ترجمہ (باقی بر صفحہ ۷۲)



وَتَتَحَمَّلُ عَنْهُمْ الشَّهَادَةَ بِمَا  
حَدَّثَ عَنْهُمْ مِنَ التَّصَدِيقِ  
وَالْكَذِّيبِ وَسَائِرِ مَا هُمْ عَلَيْهِ  
مِنَ الْهُدَى وَالضَّلَالِ وَتَوَكَّلْنَا  
يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَدَاءً مَقْبُولًا  
مَا لَهُمْ وَمَا عَلَيْهِمْ -

ترجمہ ابوسعود ج ۱: ۱۱۱ جمل ۳۲  
پر وہ ہیں ہدایت اور گمراہی سے۔ اور آپ اس شہادت کو ادا فرمائیں گے قیامت کے  
جواہر کی ہوئی ہوگی ان تمام باتوں میں جو ان کے فائدے کے لئے ہوں گی اور ان تمام  
باتوں میں بھی جو ان کے نقصان کے لئے ہوں گی۔

اس سے پتہ چلا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر اس چیز پر حاضر و ناظر ہیں  
جس کے لئے آپ رسول بن کر تشریف لائے ہیں۔ اور یہ ظاہر بات ہے کہ  
کائنات کی کوئی چیز ایسی نہیں جس کے لئے آپ نبی اور رسول بن کر تشریف  
لائے ہوں۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے :-

۲- ارشاد باری تعالیٰ قُلْ  
يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ  
جَمِيعًا (الاعراف - ۱۵۸)

(بقیہ: از ص ۱) دارالاشاعت کراچی کے مطبوعہ نسخہ سے نقل کیا گیا ہے جس کے  
منزجین مولوی سعد حسن خان پوسفی، نور احمد قاسمی، پروفیسر محبوب الہی، فاضل دیوبند  
اور مقدمہ لکھنے والے مفتی محمد شفیع دیوبندی ہیں۔ (ظریف القادری)

اور حدیث پاک میں ہے :-

میں تمام مخلوق کی طرف  
رسول بنا کر بھیجا گیا

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ كَافَّةً - ہوں۔

قرآن و حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ پیارے مسطفی صلی اللہ علیہ  
وآلہ وسلم کی رسالت کا تعلق کائنات کے ہر فرد اور ذرے کے ساتھ ہے لہذا  
علوم ہوا کہ آپ کائنات کے ہر فرد اور ذرے پر حاضر و ناظر ہیں۔

قیامت کے روز پہلے پیغمبروں علیہم  
السلام کی نافرمان امتیں ان کی تبلیغ کا انکار

میدان حشر میں گواہی

کی اور کہیں گی اے اللہ! ہم تک تیرے پیغمبروں نے تیرے احکام نہ  
پہنائے تھے۔ انبیائے کرام علیہم السلام عرض کریں گے کہ یہ جھوٹے ہیں ہم نے  
تبلیغ کی انہوں نے نہ مانی۔ ارشاد ہوگا اے گروہ انبیاء کرام آپ حضرات تبلیغ  
کے مدعی ہیں اور یہ لوگ انکاری۔ لہذا اپنے گواہ پیش کرو۔ تو انبیاء کرام  
امت مسلمہ کو پیش کریں گے۔ مسلمان انبیائے کرام علیہم السلام کی گواہی  
دیں گے جس پر کافر اعتراض کریں گے کہ تم جیچے آئے بغیر دیکھے گواہی کیونکر  
دے رہے ہو۔ مسلمان اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کریں گے کہ اے اللہ!  
ہم نے تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
کی گواہی لی جائے گی۔ اور آپ مسلمانوں کے متعلق دو گواہیاں دیں گے۔ ایک یہ  
کہ یہ سچے ہیں۔ ہم نے واقعی ان سے فرمایا تھا کہ اگلے پیغمبروں نے تبلیغ کی۔

مسلم شریف ج ۱، ۱۹۹ - مشکوٰۃ شریف ج ۲ -



دوسرے یہ کہ خدایا یہ مسلمان گواہ فاسق و فاجر نہیں بلکہ پرہیزگار اور قابل گواہی ہیں۔ تب انبیائے کرام علیہم السلام کے حق میں فیصلہ دیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے :-

**آیت ۳**

وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا (البقرہ-۱۲۳)

**آیت ۴** فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا (النساء-۴۱)

اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں کیا سب امتوں پر افضل کہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ۔

تو کیسی ہوگی جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں اور اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں ان سب پر گواہ اور نگہبان بنا کر لائیں۔

ان آیات کریمہ میں فرمایا گیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو میدانِ حشر میں بطور شہید یعنی گواہ کے طور پر لایا جائے گا اور آپ گواہ ہوں گے۔

اور یہ ظاہر امر ہے کہ گواہ وہی ہو سکتا ہے جو موقع پر موجود ہو اور حالات اُس کے علم میں ہوں۔ تو معلوم ہوا کہ سابق انبیائے کرام علیہم السلام کے حالات بھی آپ کے علم میں ہیں اور اپنی امت کے حالات سے بھی آپ باخبر ہیں۔

بحمدہ تعالیٰ یہی آپ کے حاضر و ناظر ہونے کے معنی ہیں۔

**آیت ۵** مَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاللَّهُ كَانَ أَعْلَمَ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ (النساء-۵)

اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اُسے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ان میں تشریف فرما ہو۔

علامہ بخاری شریف ج ۲ ص ۶۲۵۔ درمنثور ج ۲ ص ۱۳۹۔ فتح الباری ص ۱۳۹

پہلی نافرمان امتوں پر جس طرح عذاب آئے اس طرح کا عذاب امت مسلمہ پر قیامت تک نہیں آئے گا۔ اس لئے کہ ان میں اللہ تعالیٰ کا

یارا حاضر و ناظر کی شان والا محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) موجود اور تشریف فرما ہے

**آیت ۶** أَلَمْ يَجْعَلْ أَوَّلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ كَيْسَ اتَّخَذَ ان كَيَانُونَ سَ زِيَادَہ

من أنفسہم (الاحزاب-۶) قریب ہے۔ یہ

اس آیت مبارکہ سے پتہ چلا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کی جانوں سے ان کے زیادہ قریب ہیں۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم جانوں سے بھی قریب موجود ہیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

**حدیث ۱** وَأَنَا شَهِيدٌ أَعَلَيْكُمْ وَآتِي وَ اللَّهِ لَا تَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي إِلَّا نَافِلٌ

اور میں تم پر حاضر و ناظر (گواہ) ہوں اور اللہ کی قسم البتہ میں اپنے حوض کی طرف اب بھی دیکھتا ہوں۔

بخاری شریف ص ۹۷۵ ج ۲۔

**حدیث ۲** رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بندہ قبر میں رکھا جاتا ہے تو دو فرشتے اُس کے پاس آکر اُسے بٹھارتے ہیں (اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کر کے) کہتے ہیں :-

مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ (اے صاحبِ قبر) تو ان کے بارے کیا کہتا تھا؟ بخاری شریف ص ۱۸۵ ج ۲۔

دیوبندی مکتب فکر کے عالم مولوی قاسم لکھتے ہیں کہ اس آیت میں "أَوَّلَىٰ" کے معنی قریب تر ہیں۔ (تفسیر الناس)



حدیث ۳۳ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

قَالَ مَرَّ ابْنُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ فِيمَا يَرَى النَّاسَ ذَاتَ

يَوْمٍ يَنْصُفُ النَّهَارَ اشْعَثَ

أَعْبَرَ بَيْدَمَ قَامُوا وَرَفَعُوا

دَمٌ فَقُلْتُ يَا ابْنُ آدَمَ وَأُمِّي

مَا هَذَا قَالَ هَذَا أَدَمُ الْحُسَيْنِ

وَأَصْحَابِهِ وَلَمْ أَسْأَلْ

الْتَقِطُهُ مِنْهُ الْيَوْمَ

فَأَحْصَى ذَلِكَ الْوَقْتَ فَأَجِدُ

قَتَلَ ذَلِكَ الْوَقْتَ

(مشکوٰۃ شریف ص ۵۷)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ

روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک

دوپہر میں خواب میں دیکھا پر اللہ

گرد اگر وہ آپ کے ہاتھ میں ایک

تھی جس میں خون تھا۔ میں نے کہا

ماں باپ فدا ہوں یہ کیا ہے؟ فرمایا

حسین اور ان کے ساتھیوں کا خون

ہے۔ آج میں اس خون کو اٹھا تا ہوں

آپ فرماتے ہیں میں وہ وقت خیال

رکھنے لگا تو میں پاتا ہوں کہ سینہ

(رضی اللہ عنہ) شہید کیے گئے تھے

وقت میں :-

پہلی حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے مقام پر کھڑے ہونا

حوض کوثر کو دیکھنے سے آپ کا ناظر ہونا ثابت ہوا جبکہ قبروں میں تشریف

لانے اور معرکہ کربلا میں پہنچنے سے آپ کا حاضر ہونا واضح ہوا۔

لہٰذا

ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم حاضر بھی ہیں اور ناظر بھی

## حیات الانبیاء

تمام الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور باقی تمام انبیاء کرام علیہم السلام دنیا

میں وہ فرماتے ہیں کہ بعد اپنی اپنی قبروں میں اپنے اجسام مبارکہ کے ساتھ بحیات

میں زندہ تشریف فرما ہیں۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے انہیں رزق ملتا ہے۔ کھاتے

پیتے ہیں۔ جہاں چاہتے ہیں تشریف لے جاتے ہیں۔ غلاموں کے سلام و کلام کو

سننے انہیں پہچانتے اور جواب سے نوازتے ہیں۔ اپنی امتوں کے اعمال

دیکھتے ہیں۔ فریاد خواہوں کی فریاد رسی فرماتے، عاشقوں اور محبوبوں کو شربت

دار عطا فرماتے اور فیوض و برکات سے سرفراز فرماتے ہیں۔ تمام انبیاء کرام

علیہم السلام کی ایسی حیات مبارکہ مضبوط دلائل سے ثابت ہے۔ اور بالخصوص

محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مذکورہ حیات طیبہ پر قرآن و حدیث سے اسے

سبب دلائل موجود ہیں جن کا انکار نہیں کرے گا مگر وہی شخص جس کے رگ و ریشہ

میں آپ سے عداوت رنج پس چکی ہو اور شقاوت انہی اس کا ہمیشہ کے لئے

مقدور بن چکی ہو۔

پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مذکورہ حیات مبارکہ پر اگرچہ کئی آیات

کریمہ دلالت کرتی ہیں مگر یہاں صرف دو آیتیں پیش کی جاتی ہیں۔

ارشاد خداوندی جل و علا ہے :-

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ

اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت، سارے جہانوں کے لئے



علامہ آلوسی علیہ الرحمۃ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں :-

وَكُوْنُهُ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
مَرَحْمَةً لِلْجَمِيعِ بِاعْتِبَارِ أَنَّ  
عَلَيْهِ الصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ وَاسْطَةً  
فِي نِصْفِ الْإِلَهِي عَلَى الْمُمْكِنَاتِ  
عَلَى حَسْبِ الْقَابِلِ - روح المعاني

پارا ۹۶

یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے تمام کائنات کو رحمت  
خداوندی پہنچ رہی ہے۔ اس کا سلسلہ معطل نہیں ہوا اور اس فیض الہی کا  
مسلل مخلوق تک پہنچنا اس امر کی واضح دلیل ہے کہ رحمت الہی کے پہنچنے  
کا ذریعہ یعنی پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حیات حقیقی زندہ تشریف فرما ہیں

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ  
ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ  
جَاءُواكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَ  
اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا  
عِنْدَ اللَّهِ تَوَّابًا رَحِيمًا (النساء: ۶۴)

اس آیت مبارکہ میں بارگاہ رسالت پناہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حاضری کو  
اللہ تعالیٰ نے آپ کی ظاہری حیات مبارکہ کے ساتھ مقید نہیں فرمایا بلکہ اسے  
مطلق رکھا یعنی ایسا شخص جس نے اپنی جان پر ظلم کیا وہ رسول کریم علیہ السلام  
کے ظاہری زمانہ میں ہو یا بعد میں بہر حال وہ در رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر  
حاضر ہو کہ اللہ کریم سے استغفار کرے تو آپ بھی اس کے لئے استغفار فرمائیں گے

یہ اہل اسلام کا یہ معمول چلا آ رہا ہے کہ وہ در رسالت پر ہمیشہ سے حاضر ہو کر  
امت مانگتے رہے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی سفارش فرماتے اور  
فیوض و برکات سے نوازتے رہے ہیں۔ اور یہ کام وہی کر سکتا ہے جو  
ہو لہذا پتہ چلا کہ آپ اپنی قبر انور میں زندہ تشریف فرما ہیں۔ چنانچہ اوس  
دوسرے شفیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں :-

إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ  
أَيَّامِكُمْ يَوْمَ  
نُفِثَ فِيهِ خَلْقُ آدَمَ وَفِيهِ  
مِنْ وَفِيهِ النُّفْثَةُ وَفِيهِ  
الْمُعْتَةُ فَأَكْثَرُوا عَلَى مَنْ  
صَلَاةٌ فِيهِ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ  
مَرْغُوبَةٌ عَلَى قَالَ قَالُوا يَا  
رَسُولَ اللَّهِ وَكَيْفَ تَعْرِضُ  
لَنَا عَلَيْنَا وَقَدْ أَرَمْتَ  
أَنْ يَهْوُلُوا بِيَعِثْتَ فَقَالَ  
اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ حَرَّمَ عَلَى  
أَنْ يَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءَ

ابن ماجہ ۱۱۸۰، نسائی ۱۵۲۰، مستدرک ۲۷۵، ابن ابی شیبہ  
۵۵۰، سنن الکبریٰ ۲۲۹۹، دارمی ۳۳۰، بیہقی کتاب الدعوات الکبیر حیاۃ الانبیاء للبیہقی  
ابن خزیمہ وابن جبان فی صحیحہ والطبرانی فی الکبیر ۳۱۶، سعید بن منصور فی سننہ  
کتاب الروح ابن قیم ۱ جلاء الاقیام ص ۴۳ (مضمون واحد)



ابن ماجہ شریف میں روایت کے الفاظ اس طرح ہیں :-

إِنَّ اللَّهَ حَزَمَ عَلَى الْأَمْرِضِ بَيْشَكَ اللَّهُ تَعَالَى نَزَلَتْ فِي الْأَنْبِيَاءِ  
أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ كَمَا كُفِّرُوا عَنْهُمْ  
فَتَبَيَّنَ اللَّهُ حَقَّ يُزْنَرَاتٍ هـ

ہے۔ پس انبیائے کرام علیہم السلام کی جسموں کو کھانا نہ کھاتے ہیں، زندہ ہیں رزق دیتے جاتے ہیں۔  
اس حدیث سے صاف طور پر واضح ہوا کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم

باقی تمام انبیائے کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کا رکھتا ہے اس میں کوئی ابہام و خفا دلی بات نہیں۔ حتیٰ کہ پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصالہ السلام کے اس ارشاد کہ ”تم ہمارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے“ پر صراحت

کرام نے جب پیش آمدہ اپنا اشکال کہ ”ہمارا درود آپ پر کس طرح پیش جائے گا حالانکہ آپ بوسیدہ ہو چکے ہوں گے“ عرض کیا تو آپ نے صریح فرمایا میں ان کے اشکال کو دور فرمادیا اور ثابت کر دیا کہ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے اجساد قبروں میں بوسیدہ اور ضائع نہیں ہوتے بلکہ سلامت اور

زندہ ہوتے ہیں۔ مولوی اسماعیل کا اپنی کتاب نام نہاد تقویت الایمان میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے یہ لکھنا کہ ”میں بھی ایک دن مٹی میں ملنے والا ہوں“ اسے مذکور صریح حدیث کے خلاف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کھلا افتراء ہے اور ایسے ہی لوگوں کے بارے ارشاد فرمایا گیا

”وَمَنْ كَذَّبَ عَلَى مُتَعَمِّدًا“ اور جو جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھے

۱۱۲ تقویت الایمان

۱۵۱ ابوداؤد میں ۱۵۲ دیگر حوالہ جات کتب تفصیلاً گزشتہ صفحہ پر ملاحظہ فرمائیے

الْمَيِّتُونَ مَقْعَدًا مِنَ النَّارِ وَهُوَ أَيْسَرُ لَكُمْ مِنْ جَهَنَّمَ  
۱۵۱ ابوداؤد میں ۱۵۲ مشکوٰۃ ص ۳۲

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ  
عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءُ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ لَهُ  
عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي  
عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ  
عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ  
عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ  
عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ

۱۵۱ حیات الانبیاء للبیہقی ص ۳۲ - ثناء السقام ص ۱۳۲ - مدارج النبوت ص ۴۴ - جذب القلوب ص ۱۸۵ - مسلم شریف ص ۲۶۵ - مرقات ص ۲۱۲ - نسائی ص ۱۴۳ - ابن ابی شیبہ ص ۱۵۵ - نوٹ: علامہ قاری فرماتے ہیں ”صحیح خبر الانبیاء اُحیاء فی قبورہم“ یعنی انبیاء کرام علیہم السلام کی قبروں کی زندگی کی حدیث صحیح ہے۔



أَعْرِضْهُمْ (مطالع المسرات ص ۵) انہیں پہچانتا بھی ہوں۔  
ان احادیث سے معلوم ہوا کہ انبیائے کرام علیہم السلام اپنی قیام  
میں نمازیں پڑھتے ہیں۔ اور سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ  
میں درود پیش کرنے والا کسی زمانہ میں کہیں پر بیٹھ کر درود پڑھے۔ آپ  
درود سنتے اور اُسے پہچانتے ہیں۔ اس لئے کہ آپ اپنے روزہ مقصد  
میں بحیات حقیقی جلوہ افروز ہیں۔ اور جب ایک اُمتی شہید ہو کر ہم  
کے لئے زندہ ہو سکتا ہے اور اُس کی زندگی میں کوئی شک نہیں کیا جاسکتا  
اس کے نبی بلکہ نبی الانبیاء علیہم السلام کی حیات طیبہ میں کیا شک و شبہ  
ہو سکتا ہے۔

## شفاعت

شفاعت کا معنی ہے سفارش کرنا یا کسی سے کہنا کہ وہ میرے  
سفارش اور التجا کرے۔ شرعی اصطلاح میں شفاعت سے مراد یہ ہے کہ  
مجرم کے ایسے جرم کو جو کہ قابلِ معافی ہو محبت کی وجہ سے یا خدا داد احسان  
اعزاز کے باعث یا اللہ تعالیٰ کے اذن اور وعدہ کی بنا پر یا کسی مقبول عمل  
صفت معاف کرنے کی التجا کی جائے۔ شفاعت کا یہ مفہوم نہیں کہ زبردستی  
لَا اسْتَشْفَعُكَ إِلَى فُلَانٍ أَيْ سَأَلْتُكَ أَنْ تَشْفَعَ لِي إِلَيْهِ (مسند  
العرب ص ۱۵۱) اس سے میں نے کہا کہ میرے لئے وہ اُس کی طرف سفارش و التجا  
وہی السُّؤَالُ فِي التَّجَاوُزِ عَنِ الذُّنُوبِ وَالْجَزَائِمْ (نہایہ  
اشیر ج ۲ ص ۲۵۵) شفاعت کا معنی یہ ہے کہ گناہوں اور جرائم سے درگزر کرنا  
سوال کرنا۔

اور کسی عہدے کے بلی بوتے پر مجرم کو چھوڑا یا جائے اور نہ ہی شفاعت  
کا جائز ہونے سے مقصد یہ ہے کہ شفاعت کے سہارے پر جو چاہے کرتا  
ہو بلکہ مطلب یہ ہے کہ ایمان پر خاتمہ ہونے کے بعد ممکن ہے کہ کسی طرح  
شفاعت سے مستفید ہو کر جلدی رحمت الہی سے فیضیاب ہو سکے۔  
میدانِ حشر میں سب سے پہلے رسول کریم صلی اللہ  
علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے اذن اور عطا کردہ شان و  
ہم کے ساتھ شفاعت فرمائیں گے۔ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام  
اور علماء شہداء قرآن مجید نماز روزہ کعبہ معظمہ اور نبی عرسِ نبوی  
کے شفاعت کریں گے۔ یہ شفاعت حق ہے اور کتاب و سنت سے  
مستند ہے۔

چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

وَلَسَوْفَ يَعْطِيكَ  
رَبُّكَ فَخَرِّضْ  
آیت ۱۰۱  
راضی ہو جاؤ گے۔

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں  
اللہ کی قسم (اس سے مراد) وہ شفاعت ہے جس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ  
وسلم کو لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ پر عقیدہ رکھنے والوں کے بارے میں  
ایجادے کا حتیٰ کہ آپ فرمائیں گے ”میں راضی ہو گیا“ اس آیت کو شفاعت  
پر رسول کرنا متعین ہے اور یہ گناہگاروں کے حق میں شفاعت پر دلالت  
کرتی ہے جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا میں راضی نہیں ہوں گا جب تک میرا ایک اُمتی بھی دوزخ میں



ہوگا۔ یعنی جب تک آپ شفاعت فرما کر اسے بھی رہائی نہ دلائیں گے۔  
آپ راضی نہیں ہوں گے۔

آیت ۲ عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّجِيدًا (نبی اسرائیل - ۷۹)  
آپ کی حمد کریں۔

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں ہے :-

یعنی مقام محمود سے مراد مقام شہادت ہے جس میں اولین و آخرین آپ کی تعریف کریں گے۔

حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ :-

سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهَا فَقَالَ هِيَ الشَّفَاعَةُ ۖ

کہ اس سے مراد مقام شفاعت ہے۔

آیت ۳ يَوْمَئِذٍ لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَنُ وَرَاضِيَ لَهُ قَوْلًا - (طہ ۱۰۹)

اُس دن کسی کی شفاعت کام نہ دے گی مگر اس کی جسے رحمن نے

اذن دے دیا اور اس کی بات پسند فرمائی۔

۱۔ تفسیر کبیر ۳/۲۱۳، ایضاً تفسیر قرطبی ج ۹ ص ۹۶، تفسیر عزیزی پ ۳

جلالین شریف پ ۵۰ ص ۲۳۵ تفسیر جلالین ۲۳۵ تفسیر شریف پ ۱۳۶

۲۔ تفسیر جلالین ۲۳۵ تفسیر شریف پ ۱۳۶

۳۔ تفسیر جلالین ۲۳۵ تفسیر شریف پ ۱۳۶

قیامت کے دن شفاعت ان کو فائدہ دے گی جنہوں نے کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا۔ اور چونکہ کافروں نے کلمہ نہ پڑھا، لہذا ان کے حق میں شفاعت نہ ہوگی اور نہ ہی ان کا کوئی حمایتی اور شفاعت کرنے والا ہوگا، اور نہ ہی ان کو کسی کی شفاعت سے مدد ملے گی۔

کلمہ کو مسلمان جو اپنے جرموں اور کوتاہیوں کی وجہ سے عتاب الہی

سے مستحق ہوں گے یا عذاب جہنم میں مبتلا ہوں گے وہ باقی شفاعت

کرنے والوں کی سفارش اور بارگاہ خداوندی جل و علا میں التجا کرنے

سے بھی مستفید ہوں گے اور خاص کر فاتح باب الشفاعۃ پیارے مصطفیٰ

صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے بھی نوازے جائیں گے۔ چنانچہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

حدیث ۱ شَفَاعَتِي لِأَهْلِ الْكِبَايَرِ مِنْ

میری شفاعت میری امت کے کبیرہ (گناہ) والوں کے لئے

ہے۔

حدیث ۲ وَأَنَا أَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُسْتَفْعٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ ۖ

میں قیامت کے دن سب سے پہلا شفاعت کرنے والا اور شفاعت قبول کیا گیا ہوں۔ یہ فخر کی بات نہیں۔

حدیث ۳ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا

۱۔ جلالین ۲۶۵ ص ۶۶، ابن ماجہ ۳۲۹، ابویعلیٰ ج ۱ ص ۱۴۶

۲۔ ترمذی ج ۲ ص ۲۰۲، ابن ماجہ ۳۲۹

۳۔ ترمذی ج ۲ ص ۲۰۲، ابن ماجہ ۳۲۹

۴۔ ترمذی ج ۲ ص ۲۰۲، ابن ماجہ ۳۲۹



قَالَ إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ كُنْتُ  
إِمَامَ النَّبِيِّينَ وَخَطِيبَهُمْ وَ  
صَاحِبَ شَفَاعَتِهِمْ غَيْرَ فَخْرٍ لَهُ  
أُعْطِيَتْ الشَّفَاعَةُ  
وَكَانَ النَّبِيُّ يَبْعَثُ  
إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَبُعْثَ إِلَى  
النَّاسِ عَامَّةً ۝

حدیث ۴

قَالَ يَوْمَ قَوْمٍ  
مِّنَ النَّاسِ شَفَاعَةٌ  
مُحَمَّدٍ فَيَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ

حدیث ۵

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ  
رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى  
عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ مِنْ أُمَّتِي  
مَنْ يَشْفَعُ لِلْعَظَمَاءِ مِنَ النَّاسِ  
وَمِنْهُمْ مَنْ يَشْفَعُ لِلْقَبِيلَةِ وَ  
وَمِنْهُمْ مَنْ يَشْفَعُ لِلْعَصَبَةِ وَمِنْهُمْ

میں انبیائے کرام علیہم السلام  
امام اور ان کا خطیب اور صاحب  
ہوں گا۔ یہ فخر کی بات ہے۔  
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا  
شفاعت عطا کی گئی۔ اور پہلے نبی خاص  
اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوتے تھے اور  
میں عام طور پر تمام لوگوں کی طرف بھیجا  
گیا ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امت  
صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے ساتھ  
ایک قوم کو دوزخ سے نکالا جائے گا  
تو وہ جنت میں داخل ہوں گے۔

محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
میری امت سے بعض بڑی جماعتوں  
کی شفاعت کریں گے بعض قبیلہ کی  
شفاعت کریں گے بعض ایک گروہ کی  
شفاعت کریں گے اور بعض ایک آدمی  
کی حتیٰ کہ تمام جنت میں داخل ہو  
جائیں گے۔

۱ ابن ماجہ ۳۳، ترمذی ۲۰۶، مشکوٰۃ شریف ۵۱۲،  
بخاری شریف ۹۷

يَشْفَعُ لِلْمَرْجُلِ حَتَّى يَدْخُلُوا الْجَنَّةَ ۝

معلوم ہوا کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ کے اذن اور عطا سے شفاعت  
کی اور اس شفاعت کی برکت سے گنہگار جنت کے مہمان بنیں گے۔  
یہ کہتے ہیں کہ شفاعت نہیں ہوگی اور کوئی نبی ولی پیر شہید اور  
امام شفاعت نہیں کرے گا وہ بھی سچ کہتے ہیں۔۔۔ واقعی کوئی ان کی  
شفاعت نہیں کرے گا اور نہ ہی ان کا کوئی حمایتی و خیر خواہ ہوگا۔ ناب  
ہستم ان کا انجام و مقام ہوگا اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ  
ارشاد فرمائے گا ثُمَّ قَوُّوا عَذَابَ الْحَرِيقِ۔

۱ ترمذی شریف ۲۰۶

فی مقصدین کے سرخیل مولوی وحید الزمان شفاعت کے بارے اپنا عقیدہ یوں  
لکھتے ہیں:- الشفاعۃ حق ثابتہ للرسول والاخیار کا العلماء والشہداء  
سیما شفاعۃ سیدنا ونبینا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لاہل انکبار من  
اقتہ ومن امم الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام المرسلین والمأضیین  
فہو صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اول شافع واول مشفع۔ (مدیۃ المہدی)  
شفاعت حق ہے۔ رسولوں اور دیگر اخیار امت علماء و شہداء کے لیے ثابت ہے  
خاص کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ آپ کی شفاعت اپنی امت کے  
اہل کبار کے لیے ہوگی۔ اور باقی انبیائے کرام علیہم السلام کی امتوں کے گنہگاروں کے لیے  
آپ سب سے پہلے شفاعت کرنے والے اور شفاعت قبول کئے گئے ہیں۔



## بے مثل محبوب ﷺ بے مثل ذکر

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم حبیب خدا ہیں، امام ہیں، ہیں اور ایک بے مثل انسان بلکہ انسانیت کی جان ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کے بعد سب سے زیادہ تعظیم و تکریم کے لائق ہیں۔ کوئی انسان عزت و عظمت میں آپ کا ہمسر نہیں۔ مخلوق خداوندی میں آپ ہی وہ عظیم ترین انسان ہیں کہ فرشتے زمین پر جن کی حکومت آسمانوں جن کی شاہی اور عرش علیٰ پر جن کی بلندی ذکر کا پرچم لہرا رہا ہے۔ اسے ذکر محبوب ﷺ میں مشغول ہونے والو! ذرا ٹھہر جاؤ! آپ کے ذکر کے آغاز سے پہلے منہ کو مشک و گلاب سے دھولو۔ دلوں کی وادیوں کو عشق و محبت کے غنجوں سے معمور کرلو۔ سوز و صدیقی و عشق بللی رضی اللہ عنہما کے چراغ اپنے دلوں میں جلا کر پورے ادب و احترام اور کیف و مستی سے سرشار ہو کر آپ کا ذکر یوں کرو کہ آپ کی عظیم المرتبت ذات کی طرح آپ کا ذکر بھی بے مثل ٹھہرے۔ نہ یوں جیسا کہ مولوی اسماعیل بولے کہ ”اُن کی تعریف میں زبان سنبھال کر بولو اور جو بشر کی سی تعریف ہو سو وہی کر دو جیسا ہر قوم کا چوہدری اور گاؤں کا زمیندار۔ سوان معنوں کو ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے۔“ معاذ اللہ اب غور فرمائیں کہ انبیائے کرام علیہم السلام کو عام بشر و دل میں داخل کرنا جن میں شامل ہونے کو ایسا مولوی بھی اپنی توہین جانے، یا

۱۰ تقویۃ الایمان ۱۱ ۱۲ ایضاً

موس قدسیہ کو گاؤں کے چوہدری یا سردار کے معنی میں لینا تفاوت قلبی، توہین نبوت اور بد عقیدگی کی دلیل نہیں تو کونسا جان کا حصہ ہے۔

مولوی اسماعیل دہلوی نے  
اسماعیلی عقائد کے مزید کرشمے لکھا ہے کہ ”ادیاء انبیاء“  
ام زادے، پیر، شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں۔ اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی۔ مگر اللہ نے اُن کو بڑائی دی، وہ بڑے بھائی ہوئے۔ ہم کو ان کی فرمانبرداری کا حکم کیا۔ ہم ان کے چھوٹے بھائی ہیں۔ سوان کی تعظیم انسانوں کی سی کرنی چاہئے۔“ ۱۰

اس عبارت میں باقی حضرات کے ساتھ انبیائے کرام علیہم السلام کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ اور انبیائے کرام علیہم السلام کی جماعت میں حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم بھی داخل ہیں۔ اور اس مذکورہ عقیدہ میں انبیائے کرام علیہم السلام کو بڑے بھائی قرار دیا گیا ہے۔ لہذا باقی انبیائے کرام علیہم السلام کے ساتھ ساتھ ایسے عقیدہ کے مطابق امام الانبیاء حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم بھی بڑے بھائی ثابت ہوئے۔ اور یہ ایسا عقیدہ ہے کہ جس کا وجود نہ صحابہ کرام کے زمانہ میں تھا اور نہ تابعین تبع تابعین کے ادوار میں۔ اور نہ ہی ایسے عقیدہ کا کوئی آئینہ قرآن و حدیث سے چلتا ہے کہ امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بس بڑا بھائی

۱۰ تقویۃ الایمان ۱۱







بے مثل بیویاں | یٰنِسَاءَ النَّبِیِّ مِمَّنْ لَمْ یَمْسَسْهُنَّ  
اے نبی کی بیویاں! تم عورتوں میں سے کسی کی مثل نہیں۔

اس آیت مبارکہ میں ازواج مطہرات کا عورتوں میں بے مثل ہونا بیان فرمایا گیا۔ اور یہ عظمت ان پاک بیویوں کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں ستر آنے اور آپ کے حرم پاک ہونے کی برکت سے حاصل ہوئی ہے۔ اب آپ فیصلہ فرمائیں کہ جب مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تعلق اور آپ کے فیض و برکت کے سبب اُقتبات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم عورتوں میں بے مثل اور بے نظیر ہیں تو خود منبع فیوض و برکات بے مثل و بے مثیل کیوں نہیں (صلی اللہ علیہ وآلہ و صحابہ و بارک وسلم)۔

قرآن مجید کا غفرانی ترجمہ

ترجمہ قرآن مجید کا نام

نور الانبیاء

یا زکریا

اور

اپنے قریبی بیک مثال سے حاصل ہوئیں

ناشر: محمد قاری محمد مصطفیٰ پورکے

— سرکارِ روڈ کوہستانوالہ

## نور انبیت و بشریت

اہل اسلام کا عقیدہ یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نور بھی ہیں اور بشر بھی۔ نہ ہی آپ کی نور انبیت کا انکار کیا جاسکتا ہے، اور نہ ہی بشریت سے فرار۔ نور ایسے ہیں کہ نوری مخلوق میں آپ کی مثال نہیں۔ اور بشر ایسے کہ نوع انسان میں کوئی آپ کے مثل نہیں۔ آپ اصل کائنات ہیں۔ یعنی تمام مخلوق سے پہلے آپ ہی کے نور کو پیدا فرمایا گیا۔ تو جب سیدنا آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا تو اس نور کو آپ کی نشت مبارک میں منتقل کیا گیا۔ پھر یہ نور باپوں کی پاکشتوں اور ماؤں کے پاک رحموں میں یوں منتقل ہوتا آیا کہ وہ مبارک گھڑی آ پہنچی کہ یہ نور شانِ رحمۃ اللعالمین کے ساتھ ختم نبوت کا تاج سجائے، لباسِ بشریت میں ملبوس ہو کر حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لے آیا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے :-

آیت ۱ | قَدْ جَاءَكُمْ نُورٌ مِنَ اللَّهِ نُورٌ  
بیشک جلوہ گر ہوا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور  
وَبُکَّتَابٍ مُّبِیْنٍ (المائدہ ۱۵) روشن کتاب :-

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں سید المفسرین حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں "یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نور سے مراد جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (نور المقیاس فی تفسیر ابن عباس)



علامہ ابن جریر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :-

يَعْنِي بِالنُّورِ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي أَنَارَ اللَّهُ بِهِ الْحَقَّ وَأَظْهَرَ بِهِ الْإِسْلَامَ وَمَحَقَّ بِهِ الشِّرْكَ فَهُوَ نُورٌ لِمَنْ اسْتَنَارَ بِهِ يَبِينُ الْحَقُّ (تفسير ابن جرير ج ۱ ص ۱۸)

نور سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جس سے اللہ تعالیٰ نے کو روشن فرمایا اور اس کے اسلام کو غالب ظاہر کیا اس کے ساتھ شرک کو مٹایا پس وہ اس کے لئے نور ہے جس نے اس کے ساتھ روشنی حاصل کی ظاہر کرتا ہے حق کو

اللہ نور سے آسمانوں اور زمین کا اس کے نور کی مثال ایسی جیسے ایک طاق اس میں ایک چراغ

امام ابن جریر اس آیت کریمہ میں مثل نور سے مراد کے بارے نقل فرماتے ہیں :-

حضرت ابن عباس کعب الاحبار کے پاس آئے تو انہیں فرمایا میرے لئے اللہ تعالیٰ کے ارشاد اللہ نور السموات والأرض اللہ کے بارے بیان کریں تو کعب نے کہا یہ مثل

رَأَى أَبَا بَكْرٍ ابْنَ عَبَّاسٍ إِلَى كَعْبِ الْأَحْبَارِ فَقَالَ لَهُ حَدِّثْنِي عَنْ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ اللَّهُ فَقَالَ كَعْبُ اللَّهِ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ مِثْلُ نُورِ مِثْلُ

مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمِثْلِكَا - نور سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال ہے

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَوْلُهُ مِثْلُ نُورٍ قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - (تفسير ابن جرير ج ۱ ص ۱۸) حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مثل نور کے بارے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا اس سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

پیارے بھائیو! ان آیات مبارکہ اور ان کی معتبر تفاسیر سے صاف طور پر پتہ چلا کہ خالق کائنات نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو نور ہونے کا شرف عطا فرمایا اور آپ کی تشریف آوری کے بارے فرمایا کہ "تحقیق تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور آیا اور روشن کتاب"

اب اس کے بعد ذرا ملاحظہ فرمائیں کہ والی کونین صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنی نورانیت کے بارے کیا ارشاد فرماتے ہیں :-

أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورِي - سب سے پہلے جو شے اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی وہ میرا نور تھا

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا یا رسول اللہ :-

يَا نَبِيَّ أَنْتَ وَآلُكَ أَخْبَرْنِي عَنْ أَوَّلِ مَا خَلَقَ اللَّهُ - میرے ماں باپ آپ پر قربان ! مجھے بتا دیجئے کہ تمام چیزوں سے پہلے

اللہ تفسیر روح البیان ج ۱ ص ۵۸ - تفسیر نیشاپوری ج ۱ ص ۹۶



شَيْءٌ خَلَقَهُ اللَّهُ تَعَالَى قَبْلَ  
الْأَشْيَاءِ قَالَ يَا جَابِرُ إِنَّ  
اللَّهَ تَعَالَى خَلَقَ قَبْلَ الْأَشْيَاءِ  
نُورًا نَبِيَّكَ مِنْ نُورِهِ

حدیث ۳  
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ  
قَالَ قَالُوا يَا  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ مَتَى وَجَبَتْ لَكَ  
النُّبُوَّةُ؟ قَالَ وَادَمُ بَيْنَ  
الرُّوحِ وَالْجَسَدِ

معلوم ہوا کہ سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نور نظر حضور پر  
صلی اللہ علیہ وسلم شان نبوت کے ساتھ کائنات کی ہر شے سے پہلے  
موجود تھے۔ اور اس وقت بھی موجود تھے جس وقت ابھی بشریت

۱۔ ربقیہ از ص ۹۵، مدارج النبوة ج ۲، ۲۔ عطر الوردہ ص ۲۴، از مولوی  
ذوالفقار علی دیوبندی۔ آفتاب نبوت از قاری طیب ص ۲۱۹۔ مرقات  
شرح مشکوٰۃ ج ۱۴، نشر الطیب۔ قادی رشیدیہ ج ۱۳۴۔  
صفحہ ۵۸، دلائل النبوة بیہقی ص ۴۶، المورد الزودی ص ۲۲  
مطالع المسرف ص ۲۱، نشر الطیب، مصنف عبدالرزاق۔ ۳۔ ترمذی شریف ج ۱

بھی موجود نہ تھا۔

کوئی بشر یا نہیں جس کا سایہ نہ ہو مگر رسول کریم صلی اللہ  
علیہ وسلم کا لباس بشریت میں ملبوس ہونے کے باوجود  
سایہ زمین پر دکھائی نہ دیتا تھا۔ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپ  
صلی اللہ علیہ وسلم کے چنانچہ دیگر کئی آئمہ امت کے علاوہ امام سیوطی علیہ الرحمۃ  
فرماتے ہیں:-

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يُرَى لَهُ ظِلٌّ  
فِي شَمْسٍ وَلَا قَمَرٍ قَالَ ابْنُ  
سَبْعٍ مِنْ خَصَائِصِهِ إِنَّ  
مَلَكَةً كَانَتْ لَا يَقَعُ عَلَى الْأَرْضِ  
وَإِنَّهُ كَانَ نُورًا أَوْ كَانَ إِذَا  
مَشَى فِي الشَّمْسِ أَوْ الْقَمَرِ  
لَا يُنْظَرُ لَهُ ظِلٌّ قَالَ  
بَعْضُهُمْ وَيَشْهَدُ لَهُ  
قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فِي دُعَائِهِ وَاجْعَلْنِي نُورًا  
(خصائص کبریٰ ج ۱)

بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کا سایہ سورج (کی دھوپ) اور  
چاند (کی چاندنی) میں دیکھا  
نہیں جاتا تھا۔ اور ابن سبع  
نے کہا کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ  
وسلم کی خصوصیات سے ہے کہ  
آپ کا سایہ زمین پر واقع نہ ہوتا  
تھا۔ اور بیشک آپ نور تھے۔ اور جب  
سورج (کی دھوپ) یا چاند (کی چاندنی)  
میں آپ چلتے تو آپ کا سایہ نہ دیکھا  
جاتا۔ اور بعض نے کہا کہ رسول اکرم  
صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کہ اے اللہ  
مجھے نور بنادے، اس پر گواہ ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ  
فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ

بے مثل بشر  
أَنَّ أَبَاهُ رَزَقَهُ  
قَالَ لَهَى



رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوَصَالِ فِي الصَّوْمِ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ إِنَّكَ تَوَاصِلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ وَآيُكُمْ مِثْلِي رَأَيْتُ يُطْعِمُنِي رَأْيِي وَيَسْقِيْنِي رَأْيِي (بخاری شریف ج ۲ ص ۶۳)

علیہ وسلم نے روزے میں وصال کرنے سے منع فرمایا تو مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ بھی وصال کے روزے رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا تم میں سے میری مثل کون ہے۔ "بیشک میں ہوں"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں ہے۔ قَالَ إِنِّي لَسْتُ مِثْلَكُمْ۔ فرمایا بیشک میں تمہارے مثل نہیں ہوں۔ حضرت ابی سعید رضی اللہ عنہ اور اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہما کی روایات میں الفاظ اس طرح ہیں۔

إِنِّي لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ۔ بے شک میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔ (بخاری شریف ج ۲ ص ۶۳)

صحاح ستہ کی اول درجہ کی کتاب بخاری شریف کی ان صریح روایات سے معلوم ہوا کہ عام مسلمان تو درکنار جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے بھی کوئی پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا نہیں ہے اور نہ ہی آج کسی کو یہ حق حاصل کہ وہ کہتا پھرے کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مثل ہوں۔ یا پکارتا پھرے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری مثل ہیں۔ یاد رہے کہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اپنے جیسا کہنا کافروں کی بولی ہے جیسا کہ قرآن مجید بیان فرماتا ہے۔ آیت ۱۱۱ | فَقَالَ الْمَلَأُ (تو نوح علیہ السلام) کی قوم کے

الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَوْمِهِ سَرَدَارِ جَوَافِرِ هَوْنِ تَحْتِ مَا نَزَّلْنَا إِلَّا بَشَرَ مِثْلَنَا آيَةً (ہود۔ ۲۷)

سردار جو کافر ہوئے تھے بولے ہم تمہیں اپنے ہی جیسا بشر دیکھتے ہیں۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر حضرت ہود علیہ السلام کے بارے جو کافروں نے کہا قرآن حکیم بیان فرماتا ہے۔

آیت ۲۱ | مَا هَذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يَأْكُلُ مِمَّا تَأْكُلُونَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُونَ وَلَكِنِ اطَّعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ إِنَّكُمْ إِذًا خَاسِرُونَ (المؤمنون ۳۳-۳۴)

یہ تو نہیں مگر تم جیسا بشر جو تم کھاتے ہو اسی میں سے کھاتا ہے اور جو تم پیتے ہو اسی میں سے پیتا ہے۔ اور اگر تم کسی اپنے جیسے آدمی کی اطاعت کرو جب تو تم ضرور گھاٹے میں ہو۔

اندازہ کیجئے۔ یہ مذکورہ بیانات جن کو قرآن حکیم بیان فرماتا ہے "کافروں کی بولیاں تھیں جو آج نام نہاد توحید کے علمبرداروں کو دراشت میں ملی ہوئی ہیں۔" اور یہ لوگ وراثت میں ملنے والی اس دولت کو اُسی طرح استعمال کر رہے ہیں جیسے وہ پہلے لوگ کرتے تھے۔ یعنی اپنے اکابرین کی طرح یہ بھی کہتے ہیں کہ نبی ہماری طرح بشر ہے۔ وہ بھی کھاتا تھا، ہم بھی کھاتے ہیں۔ وہ بھی پیتا تھا، ہم بھی پیتے ہیں۔ وہ بھی سوتا اور جاگتا تھا، ہم بھی یہ کرتے ہیں۔ اُس نے بھی شادی کی، ہم بھی شادیاں کرتے ہیں۔ اس کی اولاد تھی، ہماری بھی ہے۔ اس کے دو ہاتھ، ہمارے بھی دو ہاتھ۔ اس کے دو قدم



ہمارے بھی دو قدم۔ مماثلت کا دم اس ذات پاک کے ساتھ پھرتا ہے جس نے واشگاف الفاظ میں فرمادیا ”تم میں سے میری مثل کون ہے۔“ اور اُن جیسا ہونے کا کبھی دعویٰ نہیں کرتا چنانچہ بد بختوں کے ساتھ اس کا عقیدہ ملتا ہے۔

### نوری لباس بشریت میں

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ شَدِيدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لَا يُرَى عَلَيْهِ أَثَرُ السَّفَرِ وَلَا يَعْرِفُهُ مِنَّا أَحَدٌ حَتَّى جَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ إِلَى رُكْبَتَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلَى فَخْذَيْهِ الْإِ  
امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک صاحب ہمارے سامنے نمودار ہوئے جن کے کپڑے بہت سفید اور بال خوب کالے تھے اُن پر سفر کے آثار ظاہر نہ تھے۔ اور ہم میں سے کوئی انہیں پہچانتا بھی نہ تھا۔ یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے اور اپنے گھٹنے آپ کے گھٹنوں سے لگا دیئے اور اپنے ہاتھ اپنے زانو پر رکھے۔

یہ آنے والے سید الملائکہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے جن کے

نوری ہونے پر نہ کوئی شک ہے نہ شکوہ نہ کسی کو اعتراض اور نہ کوئی فتویٰ۔ مگر جب آپ بشری لباس میں آئے تو سفید لباس رب تن ہے سخت کالے کالے بال ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک گھٹنوں کے ساتھ گھٹنے ملا کر بیٹھتے ہیں اور اپنی پھیلیاں اپنے زانو پر رکھ دیتے ہیں۔ اور کئی بار ایسا ہوتا ہے کہ حضرت وحیہ کبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صورت میں بارگاہ رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں حاضر ہوتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ نور کا اوصاف بشریہ کو اختیار کر لینا ممکن و ثابت ہے اور بشریت و نورانیت کوئی متضاد چیزیں نہیں کہ یہ جمع نہیں ہو سکتیں۔

قرآن مجید میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا گیا **شَبَّهَ** قُلْنَا إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ۔ میں تم جیسا بشر ہوں۔

معلوم ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم جیسے بشر ہیں لہذا اپنے جیسا بشر کہہ سکتے ہیں۔

**انزالہ** یاد رہے کہ یہ ارشاد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے۔ اُمتی کو اس میں تعلیم نہیں دی گئی کہ تم کہو ہمارے جیسے بشر ہیں۔ ان الفاظ کا آپ سے کہلوانا آپ کی کمال عاجزی و انکساری پر دلالت کرتا ہے۔ اور دُنیا بھر میں یہ رواج



ہے کہ بادشاہ تو از رو شفقت اور اپنی عاجزی کی بنا پر کسی کو کہہ دیتا ہے کہ اے دوست! اے ساجن! اے بھائی! مگر اے کوئی حق حاصل نہیں ہوتا کہ بادشاہ کی شفقت و عاجزی سے نامانہ فائدہ اٹھاتے ہوئے ویسا ہی کہنا شروع کر دے۔

## ختم نبوت

ایک مسلمان پر جس طرح اللہ تعالیٰ کی توحید پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت پر ایمان رکھنا فرض ہے اسی طرح آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں عقیدہ رکھنا کہ آپ آخری نبی ہیں اور آپ کی بعثت کے بعد آپ کے ظاہری زمانہ طیبہ میں یا تا قیام قیامت کوئی کسی قسم کا نبی نہیں ہو سکتا۔ اور اس دوران جو کوئی نبوت کا دعویٰ کرے یا ایسے شخص کو کوئی نبی مانے یا اس کے دعوائے نبوت کے بارے میں کوئی قسم کی تاویل کرے وہ قطعی کافر و مرتد ہے۔ اور جو ایسے شخص کے کفر میں شک کرے وہ بھی شرعاً بالیقین کافر ہے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلسلہ نبوت ختم ہونا قرآن و حدیث کے واضح دلائل سے ثابت ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:-

وَلَكِنْ مَّا سَأَلْنَا اللَّهَ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ۔ الآیہ ۱۰  
ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے۔

۱۰ الاحزاب۔ ۱۰

اور مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:-  
قَاتِلُوا الْكُفْرَ وَ قَاتِلُوا الْكُفْرَ  
اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ  
یعنی، میں وہ (آخری) اینٹ ہوں اور میں انبیاء سے پچھلا نبی ہوں۔

سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:-  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ  
سَلَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاتِلُوا  
مَوْضِعَ الْكُفْرِ حَتَّى  
فَخَتَمْتُ الْأَنْبِيَاءَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ  
رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں (نبوت کے محل) کی وہ آخری اینٹ ہوں میں نے (اپنی تشریف آوری کے بعد) انبیاء کی آمد کا سلسلہ ختم فرمادیا ہے۔

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:-  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ  
فِي أُمَّتِي ثَلَاثُونَ كَذَّابُونَ  
كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّه نَبِيٌّ لِلَّهِ  
وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ  
بَعْدِي  
حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:-  
مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اور بیشک میری امت میں تیسلس بڑے بڑے جھوٹے ہوں گے ہر ایک اُن میں سے دعویٰ کرے گا کہ میں اللہ کا نبی ہوں حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

۱۰ بخاری شریف ج ۵ ص ۲۲۸ ۲ مسلم شریف ج ۲ ص ۲۲۸ ۳ مسلم شریف ج ۲ ص ۲۲۸  
۱۱ ترمذی ج ۵ ص ۲۲۸ ۱۲ ابوداؤد ج ۲ ص ۲۲۸



حدیث ۱۴ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں :-

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنَّبُوَّةَ قَدْ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُولَ بَعْدِي وَلَا نَبِيَّ.  
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک رسالت اور نبوت ختم ہو چکی ہے۔ میرے بعد کوئی رسول ہوگا اور نہ کوئی نبی۔ معلوم ہوا کہ جناب رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والے جھوٹے ہیں۔ اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے علم غیب سے ایسے جھوٹوں کو بھی جانتے تھے اور ان کی تعداد کو بھی۔

۱۵ ترمذی شریف ص ۵۳۔ ۱۶ یہ تو مسلمانان اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مشیت کے مطابق مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہی آخری نبی بنایا ہے۔ آپ کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے مگر دیوبندی وہابی عقیدہ یہ ہے کہ (اللہ تعالیٰ) ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی، جن اور فرشتے، جبرائیل اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے برابر پیدا کر ڈالے۔ تقویۃ الایمان یعنی اس عقیدہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ جیسا ایک ہی نہیں کروڑوں نبی پیدا ہو سکتے ہیں معاذ اللہ۔ بانی مدرستہ دیوبند لکھتے ہیں :- ”سو عوام کے خیال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق زمانہ کے بعد ہے اور آپ (باقی برسر)

## بد مذہبوں سے اجتناب

کائنات میں اگرچہ اہم رشتہ ماں باپ کا اولاد کے ساتھ اور اولاد ماں باپ کے ساتھ تصور کیا جاتا ہے۔ مگر اس رشتہ سے اہم تر رشتہ اور تعلق ایک اُمّتی کا اپنے نبی کے ساتھ ہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ جس قدر جس ذات کے ساتھ تعلق قریبی اور قوی ہوتا ہے اُسی قدر اُس کے دوستوں سے محبت اور دشمنوں سے نفرت و عداوت مضبوط ہوتی ہے۔ مخلوق خداوندی میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات پاک سے بڑھ کر مؤمن کی محبوب اور کوئی ذات نہیں لہذا اس پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوں اور محبوبوں سے پیار کرے، آپ کے اور آپ کے غلاموں کے دشمنوں کو بدلہ دے جان دشمن جانے آئے۔ رسول اور ان کے ساتھ رشتہ ناطہ الین دین

ربقیہ از - ۱۔ سب میں آخری نبی ہیں۔ (تحدیر الناس ص ۵۳) دوسری جگہ لکھتے ہیں ”اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدیہ میں فرق نہ آئے گا۔“ (تحدیر الناس ص ۵۴) یعنی ان کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آخری نبی ہونا یہ ایک عوامی خیال ہے اور آپ علیہ السلام کے بعد (معاذ اللہ) نبی آ سکتا ہے۔

دیکھ لیجئے۔ مرزا قادیانی جیسے جھوٹے مدعیان نبوت کے لیے کس طرح نبوت کا دروازہ کھولا گیا ہے۔



معاملات اور دیگر پروگراموں میں شرکت کو زہر قاتل خیال کرے۔ اس کے یہ ظالم لوگ ہیں، ان کے ساتھ کسی قسم کا تعلق جان و ایمان کے لئے خطرے سے خالی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:-

**آیت ۱** وَلَا تَرْكَبُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمْ التَّاسِرُونَ (الانبیاء: ۸۳)

اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمہیں آگ چھونے لگی۔

**آیت ۲** وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ (المائدہ: ۵۱)

اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو وہ ان میں سے ہے۔ بیشک اللہ بے انصافوں کو راہ نہیں دیتا۔

**آیت ۳** فَلَا تَقْعُدُوا مَعَ الذَّكْرَىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ (الانعام: ۶۸)

پس یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھو۔

مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:-

**حدیث ۱** إِنْ مَرِضُوا فَلَا تَعُودُهُمْ وَإِنْ مَاتُوا فَلَا تَشْهَدُوهُمْ وَإِنْ نَقِيتُمُوهُمْ فَلَا تَسْلِمُوا عَلَيْهِمْ وَلَا تَجَالِسُوهُمْ وَلَا تَشَارِبُوهُمْ وَلَا تُؤْكَلُوا وَلَا تَسْأَلُوا عَنْهُمْ

بد مذہب اگر بیمار پڑیں تو ان کی بیماری پرسی نہ کرو۔ اگر مر جائیں تو ان کے جنازہ میں شریک نہ ہو۔ ان سے ملاقات ہو تو انہیں سلام نہ کرو۔ ان کے پاس نہ بیٹھو۔ ان کے ساتھ بانی نہ بیٹھو۔ ان کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ ان کے

عَلَيْهِمْ وَلَا تَصَلُّوْا مَعَهُمْ (سورۃ الاحزاب: ۴۹)

ساتھ شادی بیاہ نہ کرو۔ ان کے جنازہ کی نماز نہ پڑھو۔ اور ان کے ساتھ نماز نہ پڑھو۔

**حدیث ۲** فَإِيَّاكُمْ وَآيَاتِكُمْ لَا يَضِلُّوْكُمْ وَلَا يُفْتِنُوْكُمْ (مشکوٰۃ ص ۲۸)

ان (بد مذہبوں) سے دور رہو اور انہیں اپنے سے دور رکھو۔ کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

پتہ چلا کہ کوئی بھی بد مذہب و بد عقیدہ اس لائق نہیں کہ اس کی مجلس اختیار کی جائے۔ یا اس کے ساتھ دوستی اور تعلقات قائم کرتے ہوئے شریک غم و الم ہو۔ اُس کی بد عقیدگی کی بنیاد انکارِ توحید باری ہو یا انکارِ ختمِ نبوت۔ یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب و اختیارات اور نورانیت جیسے کمالات سے انکار کا اُس کے گلے میں طوق پڑ چکا ہو۔ یا اہلبیت اطہار و صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا باغی و دشمن ہو۔

خبردار۔ خبردار! ایسے لوگوں سے بچو۔ ان سے دور بھاگو۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا و خوشنودی اور دنیا و آخرت میں کامیابی اسی میں ہے۔

۱۔ ابوداؤد ج ۲ ص ۲۸۸، ابن ماجہ ص ۱، عقیلی ج ۱ ص ۱۲۶، ابن حبان ج ۱ ص ۱۸۷۔  
۲۔ تہذیب ص ۲۶۶، غنیۃ الطالبین ص ۲۸۸، السنۃ ص ۲۸۳، عرفان شریعت ص ۵۰۔



مسئلہ

## وَمَا أَهْلٌ بِهِ أَوْ بِإِصْبَالِ ثَوَابِ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بخت سے پہلے جو اعتقادی اور عملی بیماریاں جنم لے چکی تھیں ان میں سے ایک بیماری یہ تھی کہ لوگ جب جانور ذبح کرتے تھے تو ذبح کے وقت اپنے بتوں کے نام پکارتے اور ان کے ناموں پر ذبح کرتے۔ چونکہ مشرکین عرب کا یہ طریقہ مزاج اسلام کے خلاف تھا لہذا ان کے اس فعل کو ناجائز قرار دیتے ہوئے ایسے مذبح جانور کو حرام فرمایا گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أَهْلٌ بِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ - (المائدہ)

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں صاحب خازن فرماتے ہیں :-  
يَعْنِي مَا ذُكِرَ عَلَى ذَرْبِهِ غَيْرُ اسْمِ اللَّهِ وَذَلِكَ أَنَّ الْعَرَبَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ كَانُوا يَذْكُرُونَ أَسْمَاءَ أَصْنَانِهِمْ عِنْدَ الذَّبْحِ فَحَرَّمَ اللَّهُ ذَلِكَ بِهَذِهِ الْآيَةِ - الخ  
(تفسیر خازن ج ۱ ص ۴۶)

یعنی وہ جانور حرام ہے جس کے ذبح کے وقت اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا کسی اور کا نام ذکر کیا گیا۔ اور یہ اس لئے کہ عرب جاہلیت میں ذبح کے وقت اپنے بتوں کے نام ذکر کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت سے اس چیز کو حرام فرمایا۔

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں :-  
كَانُوا يَقُولُونَ عِنْدَ الذَّبْحِ بِسْمِ اللَّاتِ وَالْعُزَّىٰ فَحَرَّمَ اللَّهُ تَعَالَىٰ ذَلِكَ - (تفسیر کبیر ج ۱ ص ۱۳۳)

اس سے معلوم ہوا کہ جانور تب ہی حرام ہوگا جب ذبح کرتے وقت اس پر اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا کسی اور کا نام ذکر کیا جائے گا۔ محض کسی شے کے پیارے پیغمبر ولی، شہید کی طرف اس کی نسبت کر دینے سے حرام نہیں ہو جائے گا۔ اس لئے کہ ایسی نسبت اور اس سے مقصود اللہ تعالیٰ کے پیاروں کی بارگاہوں میں ثواب کا پہنچانا ہے جو کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ثابت ہے۔

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے :-

عِدَّتِهَا أَن رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَّبَانِي كَرْنَةَ كَارَادَهُ فَرَمَاتِ تَوْبَتِي مَوْتِي سِنْدُكَ دَالِي حَلْبِي خَصِي دَوْمِيْنْدُ هِي خَرِيْدَتِي اِيَكِ اِيْنِي اَمْتِ كِي اِسْ فَرُوْكِ طَرَفِي ذَبْحِ فَرَمَاتِي جِسْنِي اِلَلْهِ كِي تَوْحِيْدِي اُوْر اَبِي كِي تَبْلِيْغِي فَرَمَانِي كِي كَوَاهِي دِي - اُوْر دُو سِرَا

اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَمَرَاذَ أَنْ شَيْءٍ اشْتَرَى كَبْشَيْنِ عَظِيمَيْنِ سَمِيْنَيْنِ أَقْرَبَيْنِ مَلْحَيْنِ مَوْجُوْنَيْنِ قَذَبِي مَدَّهَا عَنْ أَمْتِهِ لِيَنْ شَهْدِي اِلَلْهِ بِالتَّوْحِيْدِ وَشَهْدِي كِي



يَا بَلَاءُ وَذَبَحَ الْأَخْرَعَيْنِ مُحَمَّدٍ  
وَعَنْ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(ابن ماجہ ص ۲۳۲)

سیدہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں  
کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ ہاذا رخ کر کے فرمایا:

اللَّهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّي  
وَمِنْ مُحَمَّدٍ وَ  
مِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ  
وَمِنْ آلِهِ وَسَلَّمَ

(مسلم ج ۱ ص ۱۵۶ ابو داؤد ج ۳)

حضرت خش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

رَأَيْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
يَكْبُشَيْنِ فَقُلْتُ  
لَكَ مَا هَذَا؟ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْصَانِي  
أَنْ أَصْحِي عَنْهُ فَإِنَا أَصْحِي عَنْهُ

(ابو داؤد ج ۲ ص ۲۹ مشکوٰۃ شریف ج ۱۲)

طرف سے قربانی کر دوں۔ تو میں  
حضور علیہ السلام کی طرف سے  
قربانی کرتا ہوں۔

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا

يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِيرِي وَالِدَهُ قُوتٌ هُوَ كَيْفِي هِيَ :-  
قَائِي الصَّدَقَةِ  
أَفْضَلُ قَالَ لِمَا  
فَحَقَرِيَّزًا وَقَالَ هَذَا لِمَا  
سَعْدُ - (ابو داؤد ج ۲ ص ۲۳۲)

طبرانی کبیر ج ۳  
معلوم ہوا کہ کسی جانور یا اور شے کی ایصال ثواب کی غرض  
سے کسی کی طرف نسبت کر دینا نہ ناجائز ہے اور نہ بدعت

اور نہ ہی ایسا کرنے سے وہ جانور یا دوسری شے حرام ہو جائے گی  
ورنہ نام نہاد "موحیدین" کے عقیدے کہ "جس شے پر غیر خدا کا نام بولا

جائے حرام ہے" کے مطابق سر زمین خداوندی پر کسی چیز کا حلال  
رہ جانا مشکل ہو جائے گا۔ یعنی کسی نے پوچھا یہ گاڑی کس کی؟

جواب ملا فلاں کی؟ گاڑی پر غیر خدا کا نام آگیا۔۔۔ یہ زمین کس کی؟  
یہ مکان کس کا؟ یہ مدرسہ کس کا؟ یہ کپڑا کس کا؟ جس جس کا ہو گا وہی

غیر اللہ ہے کیا یہ چیزیں حرام ہو گئیں! اور ایسا کہنا شرک  
ہو گیا؟ اور اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر تسلیم کرنا ہو گا کہ اہلسنت و

جماعت کا عقیدہ جو کہ مذکورہ دلائل سے ثابت ہے برحق ہے۔  
یعنی کسی چیز پر کسی کا ذکر کر دینا جائز ہے اور اس سے وہ چیز حرام

نہیں ہو جاتی۔ جیسا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی آل اور  
امت کا ذکر فرمایا، یا جناب علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول کریم  
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے قربانی کی اور قربانی پر آپ کا ذکر کیا۔



حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ مرحومہ کو ایصالِ ثواب کے لئے  
کنواں کھدوا کر اس پر اپنی والدہ کا ذکر یوں کیا کہ ”یہ کنواں سعد کی ماں  
کا ہے“ یعنی ان کے ایصالِ ثواب کے لیے ہے۔ یہاں دیگر کئی ایصالِ ثواب  
کے علاوہ اس بات کا بھی پتہ چلا کہ دنیا والوں کے صدقاتِ خیر  
وغیرہ کا ثواب دنیا سے جانے والوں کو پہنچتا ہے اور ان چیزوں کا  
وہ نفع پاتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک شخص  
نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم میری والدہ فوت ہو گئی ہے :-

**حدیث ۵** اَفَيَنْفَعُهَا اِنْ  
تَصَدَّقْتُ عَنْهَا  
قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاِنْ لِيْ حُزْنًا  
وَاُشْهِدُكَ اَنِّيْ قَدْ تَصَدَّقْتُ  
عَنْهَا۔ (ترمذی ج ۱ ص ۱۴۵)

اگر میں اس کی طرف سے صدقہ  
کروں تو کیا اس کو نفع پہنچے گا  
آپ نے فرمایا ہاں۔ اُس نے عرض  
کیا میرا ایک باغ ہے اور میں اس کو  
گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں نے  
اس باغ کو اس کی طرف سے  
صدقہ کر دیا :-

## اولادِ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولادِ امجاد میں چار بیٹیاں اور باخلف  
سات ایک کے زائد بیٹے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے :-

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ  
لِأَسْرَائِكَ وَبَنَاتِكَ  
وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ  
الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ  
عَلَىٰ أَرْوَاحِهِمْ  
نَكَالٍ لِّمَا كَرِهْتُمْ

اے نبی! صلی اللہ علیہ وسلم! تم اپنی اولاد  
سے اور اپنی بیٹیوں سے اور اہل ایمان  
کی عورتوں سے کہہ دو کہ وہ  
اپنی چادر و ل سے گھونگٹ  
نکال لیا کریں۔ (ترجمہ مقبول احمد ص ۵۱)

قرآن مجید کی اس آیت کریمہ میں لفظ ”بنات“ بنت کی جمع ہے  
جس کا ترجمہ اہل سنت و جماعت مکتب فکر کے علماء کے علاوہ مذکور  
شیعی ترجمہ کی طرح تمام مکاتب فکر کے علماء ”بیٹیوں“ ہی کرتے ہیں  
اور یہی اس کا حقیقی معنی ہے۔ اور اسی معنی ہی میں اس کا کثرت استعمال  
ہے۔ کوئی وجہ نہیں کہ لفظ بنات کے حقیقی معنی کو چھوڑ کر کوئی دوسرا  
معنی مراد لیا جائے۔ اس سے پتہ چلا کہ سردارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم  
کی چار صاحبزادیاں تھیں۔ چنانچہ نامور مفسر قرآن حافظ ابن کثیر  
رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اولادِ امجاد کے بارے یوں  
تحریر فرماتے ہیں :-

فَإِنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ  
وَسَلَّمَ وَلِدَ لَهُ الْقَاسِمُ وَ

اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ سَيِّدَةُ خَدِجَةُ رَضِيَ اللَّهُ  
تَعَالَى عَنْهَا صَاحِبَةُ الْفُلُوَّةِ



الطَّيِّبِ وَالطَّاهِرِ مِنْ خَدِيجَةَ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَمَاتُوا صَغَارًا  
وَوَلِدَ لَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ  
عَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ إِبْرَاهِيمُ مِنْ  
مَارِيَةِ الْقُبُطِيَّةِ فَمَاتَ  
أَيْضًا رَضِيْعًا وَكَانَ لَهُ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ  
خَدِيجَةَ أَرْبَعُ بَنَاتٍ زَيْنَبُ  
وَرُقِيَّةٌ وَأُمُّ كُلْثُومٍ وَفَاطِمَةُ  
رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُنَّ  
فَمَاتَ فِي حَيَاتِهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ وَتَأَخَّرَ  
فَاطِمَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا.  
(تفسير ابن کثیر ج ۲ ص ۴۹۲)

والسلام کے بیٹے قاسم، طہیر  
طاہر پیدا ہوئے تو وہ چھپیں  
انتقال فرما گئے۔ حضرت مار  
سے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام  
فرزند ارجمند حضرت ابراہیم کی  
ہوئی تو وہ بھی دودھ پیتے  
فرما گئے۔ اور سیدہ خدیجہ کی  
غنا سے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام  
کی چار بیٹیاں تھیں، حضرت زینب  
رقیہ، ام کلثوم اور سیدہ فاطمہ  
الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔  
صاحبزادیاں تو رسول کریم صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری حیات طیبہ  
میں انتقال فرما گئیں اور سیدہ فاطمہ  
رضی اللہ عنہا تشریف فرما رہیں۔

اکابر شیعہ علماء کے نزدیک بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار  
بیٹیاں تھیں۔ چنانچہ شیعہ مکتب فکر کی مستند اور مشہور کتاب "اصول  
کافی" میں ہے:-

وَتَزَوَّجَ خَدِيجَةَ وَهُوَ ابْنُ  
بَضْعٍ وَعَشْرَيْنِ سَنَةً فَوَلَدَ  
لَهُ مِنْهَا قَبْلَ مَبْعَثِهِ ثَقَابِمْ  
مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام  
سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے  
بیس سال سے زائد عمر شریف پر

رُقِيَّةٌ وَزَيْنَبُ وَأُمُّ كُلْثُومٍ  
وَوَلِدَ لَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
بَعْدَ الْمَبْعَثِ وَالطَّيِّبُ وَ  
الطَّاهِرُ وَالْفَاطِمَةُ عَلَيْهَا  
السَّلَامُ۔ (اصول کافی ج ۲ ص ۴۹۲)  
نکاح فرمایا۔ اور ان کے شکم اطہر سے  
اعلان نبوت سے پہلے قاسم، رقیہ  
زینب، ام کلثوم پیدا ہوئے۔ اور  
اعلان نبوت کے بعد طیب، طاہر  
اور سیدہ فاطمہ الزہراء علیہا السلام  
کی ولادت ہوئی۔

اسی طرح شیعہ مذہب کے مشہور اور معتبر عالم ملا محمد باقر اصفہانی  
لکھتے ہیں کہ "تمام کے تمام علماء اس امر پر متفق ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادیاں چار تھیں۔" (مرآۃ العقول ج ۲ ص ۵۲)

حَدِيثُ قَدْ كَانَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ  
بَابُ تَحْتِي  
آبَاءُ بَنَاتٍ۔ (فروع کافی ج ۲ ص ۵۲)

حَدِيثُ امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ رسول اللہ  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حضرت خدیجہ  
(رضی اللہ عنہا) کے شکم سے پیدا ہونے والی اولاد طاہر، قاسم،  
فاطمہ، ام کلثوم، رقیہ اور زینب تھیں۔ (حیات القلوب ج ۲ ص ۵۵۹)



## حُرْمَتِ مَاتَم

ماتَم کے معنی ہیں سوگ کرنا، غم کھانا، رونا اور پیٹنا۔ (شریعت مطہرہ میں کسی کی وفات پر تین روز تک سوگ کرنا اور آنکھوں سے آنسو بہانا جائز ہے، اس سے زیادہ جائز نہیں۔ عورت شوہر کی وفات پر چار مہینے دس دن سوگ و غم کرے۔ مگر پیٹنا، چہرے پر طمانچے مارنا، سینہ کو پی کرنا، بین اور واویلا کرنا کسی حالت میں جائز نہیں۔ جنگ اُحد کے موقع پر مسلمانوں کا جو جانی و مالی نقصان ہوا دیگر کئی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سمیت جناب مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا گیا حتیٰ کہ آپ کا مُشلہ کیا گیا جس سے رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زبردست صدمہ پہنچا۔ اللہ تعالیٰ نے اس عظیم اندوہناک سانحے پر اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو صبر کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا:-

**آیت ۱۱** **وَأَصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ** کہو اور تمہارا صبر اللہ ہی کی توفیق سے ہے اور ان کا غم نہ کھاؤ اور ان کے فریبوں سے دل تنگ نہ ہو۔  
مہصبت آجانے پر صبر کرنے والوں کے بارے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

۱۱۔ لسان العرب ۱۲۔ ۱۲۔ مُشلہ یعنی ناک کاں وغیرہ کا ٹکڑا شکل بگاڑنا۔ ۱۳۔ انخل

**آیت ۱۲** **وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمُ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ** پھر آگے ارشاد ہوتا ہے:-

**آیت ۱۳** **أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَواتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ قَدْ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْتَخِرُونَ** یہ لوگ ہیں جن پر اُن کے رب کی درودیں ہیں اور رحمت اور یہی لوگ راہ پر ہیں۔

یعنی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے رحمتوں اور درودوں کے مستحق وہی لوگ ٹھہرتے ہیں جو مصیبت آنے پر صبر کرتے ہیں۔ اور جو ایسا نہیں کرتے اُن کے اعمال تباہ ہو جاتے ہیں اور بارگاہ رسالت علیہ السلام سے اُن کا رشتہ ناتمام ہو جاتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-  
**حدیث** **وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدَّ وَدَشَقَ الْحَبِيبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ** حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو منہ پر طمانچے مارے اور گریبان پھاڑے اور جاہلیت کا پکارنا پکارتے (نوحہ کرے) وہ ہم سے نہیں۔

۱۱۔ البقرة ۱۵۵ تا ۱۵۷۔ ۱۲۔ مشکوٰۃ شریف ص ۱۵۷۔



شیعہ مکتب فکر کی مشہور کتاب "فروع کافی" میں سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے :-

**حدیث** قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ ﷺ فرمایا مصیبت کے وقت مسلمان  
وَسَلَّمَ ضَرْبُ الْمُسْلِمِ يَدَهُ کا اپنے ہاتھ رانوں پر مارنا اس  
عَلَى فَيُخَذُّهُ عِنْدَ الْمُصِيبَةِ کے اجسرو ثواب کو ضائع  
أَحْبَاطٌ لِأَجْرِهِ لہ

نبی غیب دان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تَقْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى  
ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً  
(مشکوٰۃ شریف ص ۳)

"میری امت تہتر ملتوں میں بٹ جائے گی۔ ایک ملت کے سوا  
سب جہنمی ہوں گے۔"

نجات پانے والی جماعت کے بارے صحابہ کرام علیہم الرضوان نے  
سوال کیا تو رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اہلسنت  
جماعت ہے۔

لہ فروع کافی ۲۲۲، ج ۳ - ۲۵ احیاء العلوم ج ۳ ص ۱۹۱، المسئل والنحل ج ۳

## امامت و خلافت

تمام امت کا اس امر پر اتفاق ہے کہ انبیاء کرام و رسول عظام علی نبینا وعلیہم  
السلام کے بعد سب سے افضل و برتر امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام  
کے خلیفہ اول اور آپ کی امت کے پہلے امام حضور سیدنا ابوبکر  
صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ آپ کے بعد سیدنا فاروق اعظم پھر حضرت  
عثمان غنی اور چوتھے خلیفہ و امام سیدنا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں  
چنانچہ قرآن مجید ان چاروں حضرات کا ترتیب وار ذکر یوں فرماتا ہے :-

**آیت** مُحَمَّدًا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ  
وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ  
عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ  
تَرَاهُمْ رُكْعًا سَجِدًا (الاحزاب) رُوئے  
کرتے ہیں اور آپس میں نرم  
دل۔ تو انہیں دیکھے گا رکوع  
کرتے سجدے میں گرتے۔ (فتح آیت ۲۹)

سید المفسرین حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس مقام  
پر فرماتے ہیں کہ وَالَّذِينَ مَعَهُ سے مراد جناب ابوبکر ہیں، أَشِدَّاءُ  
عَلَى الْكُفَّارِ سے حضرت عمر مراد ہیں، رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ سے مراد سیدنا عثمان  
غنی اور تَرَاهُمْ رُكْعًا سَجِدًا سے مراد حضرت علی رضی اللہ عنہ عنہم  
ہیں۔ (تفسیر ابن عباس زیر آیت مذکورہ)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جتنی  
ہونے کا ذکر فرمایا تو مذکورہ ترتیب کے ساتھ پہلے چار کا ذکر فرمایا :-



حدیث ۱

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

ابْنِ عَوْفٍ أَنَّ

النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ أَبُو بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ وَعُمَرُ

فِي الْجَنَّةِ وَعُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ

وَعَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ وَطَلْحَةُ فِي

الْجَنَّةِ وَالزُّبَيْرُ فِي الْجَنَّةِ وَ

عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ فِي الْجَنَّةِ

وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَاصٍ فِي

الْجَنَّةِ وَسَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ فِي

الْجَنَّةِ وَأَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ

فِي الْجَنَّةِ - (ترمذی ج ۱ ص ۱۵)

سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا :-

حدیث ۲

فَاقْتَدُوا بِالَّذِينَ

مِنْ بَعْدِي أَبِي

بَكْرٍ وَعُمَرُ - (مشکوٰۃ ص ۵۶)

میرے بعد ابو بکر اور عمر

رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی

اقتدا کرو

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنا عقیدہ یوں بیان فرماتے ہیں :-

حدیث ۳

كُنَّا نَقُولُ وَرَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

أَحَى أَفْضَلُ مِمَّا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَعْدَهُ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ

عَنْهُمْ - (مشکوٰۃ ص ۵۵)

ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی (ظاہری) حیاتِ طیبہ میں کہا کرتے

تھے کہ حضور علیہ السلام کے بعد آپ کی

امت میں افضل ابو بکر ہیں پھر عمر

عثمان رضی اللہ عنہم

## گستاخ رسول علیہ السلام کی سزا و انجام

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں معمولی گستاخی بھی بہت بڑا گناہ اور ایمان کی تباہی و بربادی کا باعث ہے۔ اور ایسے گستاخ کا انجام اللہ تعالیٰ خطرناک کرتا ہے۔ چنانچہ بارگاہ رسالت علیہ السلام کے عظیم دشمن اور گستاخ ابولہب اور اس کی بیوی کے بارے ارشاد ہوتا ہے :-

آیت ۱

تَبَّتْ يَدَا

أَبِي لَهَبٍ وَ

تَبَّ ۚ مَا أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُ

وَمَا كَسَبَ ۚ سَيَصْلَىٰ نَارًا

ذَاتَ لَهَبٍ ۚ وَامْرَأَتُهُ

حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۚ فِي جِيدِهَا

حَبْلٌ مِّن مَّسَدٍ ۚ رَّهَبٌ

تباہ ہو جائیں ابولہب کے دونوں

ہاتھ اور وہ تباہ ہو ہی گیا۔ اُسے

کچھ کام نہ آیا اس کا مال اور نہ

جو کمایا۔ اب دھنسا ہے لیٹ

ماری آگ میں وہ اور اس کی

بیوی لکڑیوں کا گٹھا سر پر اٹھاتی

اس کے گلے میں کھجور کی چھال کا رسہ۔

گستاخی و بے ادبی ایک زبردست اذیت ہے اور رسول کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچانے والوں کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

آیت ۲

وَالَّذِينَ

يُؤْذُونَ

رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ

أَلِيمٌ - (التوبہ - ۶۱)

وہ جو رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کو ایذا دیتے ہیں

ان کے لئے دردناک

عذاب ہے۔



اور فرماتا ہے :-

آیت ۱ | **إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا (الاحزاب)**  
 بیشک جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو ایذا دیتے ہیں اُن پر اللہ کی لعنت الٰہی دنیا و آخرت میں ہے اور اللہ نے اُن کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچانے یا آپ کو عیب لگانے اور آپ کی شان میں تنقیص کرنے والا مرتد ہے اور اُس کی سزا قتل ہے چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے :-

حدیث ۱ | **إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَامَ الْفَنَجِ وَعَلَى أَسْرَاسِهِ الْبَغْفَرُ فَقُلْنَا نَزَعَهُ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ إِنَّ ابْنَ خَطْلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ فَقَالَ اقْتُلُوهُ**  
 بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال اس حال میں داخل ہوئے کہ آپ خود پہنے ہوئے تھے جب آپ نے اس کو اتارا تو ایک شخص آیا اور اس نے عرض کی کہ ابن خطل کعبہ کے پردہ سے لٹکا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا اس کو قتل کر دو۔

(بخاری شریف ج ۲۹) یہ بد بخت، مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا گستاخ تھا، مرتد ہو گیا تھا۔ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شہر میں توہین کرتا اور اس نے

دوباندریاں بھی اسی لئے رکھی ہوئی تھیں کہ وہ آپ کی شان کے خلاف گائیں۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق اُسے قتل کر دیا گیا۔ ایک اور روایت میں ہے :-

حدیث ۲ | **كَذَّبَ عَلَيْهِ صَلَّيَّ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَبَعَثَ عَلِيًّا وَالرَّسِيْرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا لِيَقْتُلَاهُ**  
 ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھا تو آپ نے حضرت علی اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بھیجا کہ اسے قتل کر دیں۔

حدیث ۳ | **أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ سَيِّدَةُ عَائِشَةُ صَدِّيقَةُ رَسُولِ اللَّهِ عَنِهَا سَعْيُ رَوَايَتِهِ**  
 اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے :-

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ ارْتَدَّ عَنِّي فَرِيضَةً أَوْ قَتَلُوهُ (مُصَنَّفٌ عَبْدُ الرَّزَّاقِ ج ۱۱)  
 رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے دین (اسلام) سے پھرے تو اسے قتل کر دو۔

۱۔ الشفاء للعلیاض ج ۱۹۵، شرح شفاء الملائ علی القاری ج ۲ ص ۴۰، دلائل النبوت ج ۲ ص ۲۸۲، مصنف عبد الرزاق ج ۲ ص ۲۶۱۔

۲۔ والمبطل آتہ لا شک ولا شبهة فی کفر شاتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم وفی استباحة قتله وهو المنقول عن الأئمة الأربعة۔ (فتاویٰ شامی ج ۳ ص ۳۲) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیال دینے والے کے کفر اور قتل کے مستحق ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ چاروں مذاہب کے ائمہ کرام سے یہی منقول ہے۔ (باقی بر صفحہ ۱۲۴)



# اصلی سنی تقویۃ الایمان

اور  
وہابی دیوبندی تقویۃ الایمان میں فرق کا:

## احکامی خاکہ

وہابی جو کوئی کسی سے یہ معاملہ یعنی بارگاہ خداوندی میں کسی نبی علیہ السلام اور ولی کو وکیل یا سفارشی سمجھنے کا کرے گو اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے، سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہیں۔ (تقویۃ الایمان ۳۳)

سنی اللہ تعالیٰ کے کسی پیارے نبی علیہ السلام یا ولی کو اس کی بارگاہ میں وکیل یا سفارشی سمجھنا اور انہیں اس کی بارگاہ سے حاصل شدہ عزت و شرف کی بنا پر وسیلہ جاننا جائز اور قرآن و حدیث سے ثابت ہے، اور جو قرآن و حدیث کے واضح دلائل کو نہ مانے سو ابوجہل اور وہ انکار میں برابر ہیں۔

(بقیہ از ۱۲۳) اجماع اُمت :- قاضی عیاض علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں لَا جَمْعَ لِلْأُمَّةِ عَلَى قَتْلِ مُتَّفِقِهِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَسَائِرِهِ شَاءَ شَرِيفٌ ۲۱؎ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے والے اور آپ کی ذات و صفات میں نقص لگانے والے کے قتل پر اُمت کا اتفاق ہے۔

وہابی

سنی

اصل توحید نایاب (ہے)۔ (تقویۃ الایمان ۲۹)  
بحمدہ تعالیٰ اصل توحید موجود ہے۔ اگر اصل توحید نایاب ہو تو کچھ ایسا عقیدہ رکھنے والے کے نزدیک اس کے اپنے سمیت موحد و مسلمان کوئی نہیں۔

وہابی

سنی

سو اس طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو جب چاہے کہ کہیے۔ یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے۔ (تقویۃ الایمان ۵۳)  
غیب کا دریافت کرنا یہ بندے کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ دریافت نہیں کرتا۔ ورنہ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ غیب دریافت کرنے سے اللہ تعالیٰ کے علم میں آتا ہے، دریافت کرنے سے پہلے اس کے علم میں نہ ہوتا نیز چاہے تو دریافت کرے چاہے تو بے خبر رہے، والیما باللہ۔ جبکہ اہلسنت و جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ علیم و بصیر، عالم الغیب و الشہادہ ہے کائنات کا خیر و اس کے علم میں ہے کوئی شے اس سے غیب نہیں، اس کا علم ازلی ابدی ہے۔

وہابی

سنی

غیب کی بات سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا نہ فرشتہ نہ آدمی نہ جن الخ (تقویۃ الایمان ۵۵)  
اللہ تعالیٰ کی عطا سے انبیائے کرام علیہم السلام غیب کی باتیں جانتے ہیں۔ بالخصوص اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ و بارک وسلم کو تو اللہ تعالیٰ نے مَآکِنَ وَفَایِکُونُ کا علم عطا فرمایا ہے۔

وہابی

سنی

دست گیری کہ فی بُرے وقت میں پہنچنا یہ سب اللہ ہی کی شان ہے اور کسی انبیاء و اولیاء کی پیر، شہید کی کسی بھوت، پری کی یہ شان نہیں۔ جو کوئی اور کو ایسا تصرف ثابت کرے..... سو وہ مشرک ہو جاتا ہے۔ (تقویۃ الایمان ۳۶)



**سُنّی** اللہ تعالیٰ کی عطا و فضل سے مصیبت کے وقت دست گیری کرنے، مدد کو پہنچنے کا اختیار و تصرف انبیائے کرام

علیہم السلام اور دیگر محبوبانِ خدا علیہم الرضوان کو حاصل ہے۔ اور اس تصرف کا جائز ہونا دلائل شرعیہ اور عمل سلف و خلف سے ثابت ہے۔  
”سو جو کوئی ایسے جائز امور کا اعتقاد رکھنے یا ان پر عمل کرنے والے کسی مسلمان کو مشرک کہے وہ خود کافر اور بے ایمان ہو جاتا ہے۔

ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمارے بھی ذلیل ہے۔ (تقویۃ الایمان ص ۴۳)

**سُنّی** ظاہر ہے کہ بڑی مخلوق انبیائے کرام علیہم السلام اور ان کے بعد ادیلے کرام علیہم الرضوان ہیں۔ اور یہ تمام حضرات

اپنی اپنی جگہ تقویٰ و پرہیزگاری کے اعلیٰ و ارفع مقامات پر فائز ہیں۔ اور جو کوئی جس قدر زیادہ پرہیزگار ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق وہ اسی قدر اس کی بارگاہ میں زیادہ عزت والا ہوتا ہے ذیل نہیں فرماتا لہذا بارگاہِ خداوندی کے ایسے معزز و مقرب حضرات کو ذلیل کہنا ان کی صریح توہین و بے ادبی ہے۔ اور ایسا عقیدہ و نظریہ رکھنے والا بے ادب گستاخ اور خود ذلیل ترین شخص ہے۔

جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔

(تقویۃ الایمان ص ۴۲)

**سُنّی** جس پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے

اپنا حبیب ہونے کا شرف عطا فرمایا اور ان کے سر پر ختم نبوت کا تاج سجایا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے کائنات میں متصرف و مختار

ہو کر ان کے دائرہ اختیار سے باہر نہیں۔

**وہابی** ”سو اس۔ (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے۔“ (تقویۃ الایمان ص ۴۴)

**سُنّی** حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم حبیبِ خدا، رسولِ برحق اور اُمت کا روحانی باپ ہونے کے اعتبار سے

سب سے بڑھ کر کیجئے اور بڑے بھائی کی تعظیم ہی نہیں اس کی ذات کو مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خاک پا پر قربان کیجئے اور یاد رکھیے بڑے بھائی کی بیوی بھادجہ ہوتی ہے جو اگر بیوہ ہو تو اس کے ساتھ نکاح کر سکتے ہیں جبکہ سرکارِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات مومنوں کی مائیں ہیں اور ان سے نکاح حرام قطعی ہے۔

**وہابی** اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی جن اور فرشتے جبرائیل (علیہ السلام) اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے برابر پیدا کر ڈالے (تقویۃ الایمان ص ۴۵)

**سُنّی** اللہ تعالیٰ نے اپنی مشیت اور نظام کے مطابق ایک جبرائیل علیہ السلام اور ایک ہی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پیدا فرمایا۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم الانبیاء بنایا اور جبرائیل علیہ السلام کو ملائکہ پر سرداری کا شرف عطا فرمایا۔ اگر ان کے کسی کے بارے پیدا ہونے کا دعویٰ کیا جائے تو مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی اور جبرائیل علیہ السلام ملائکہ کے سردار نہیں رہتے



لہذا اُن کے برابر پیدا نہ کرنا ہی مشیت و مقصود الہی ہے جبکہ کُڑوں پیدا کرنے کی صورت میں کذب لازم آئے گا جو سخت عیب ہے اور ذات باری اس سے پاک ہے۔

(حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا) یعنی میں بھی ایک دن مُرکھٹی میں ملنے والا ہوں۔ (تقویۃ الایمان ص ۱۱۲)

وہابی

اس عبارت سے صاف رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے ادبی و گستاخی ظاہر ہوتی ہے۔ اور یہ مذکورہ

سنی

الفاظ مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نہیں بلکہ نام نہاد تقویۃ الایمان کے مصنف کے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ان الفاظ کو غلط منسوب کر کے مصنف اس حدیث کا مصداق قرار پایا ہے کہ آپ نے فرمایا مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَّبِعُوا مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ (ابن ماجہ) جو مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانا جہنم بنالے۔ انبیائے کرام علیہم السلام مٹی میں ملنے والے نہیں بلکہ اپنے مقدس اجساد سمیت اپنی قبروں میں زندہ ہیں رزق دیئے جاتے ہیں۔ ملاحظہ ہو ابن ماجہ شریف ص ۱۱۹۔

”مرکھٹی میں ملنے والا“ ایسا گستاخانہ بیہودہ انداز ہے جس کو دیوبندی وہابی اپنے کسی مرنے والے معمولی مولوی کے متعلق بھی استعمال نہیں کرتے۔



اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل  
بریلوی (۷۸۶/۹۲) کے با محاورہ ترجمہ قرآن

## کنز الایمان

کے ساتھ سلیس اردو میں عام فہم لفظی ترجمہ

المستفی بہ  
کُنْزُ الْإِيمَانِ  
علیہ السلام

علامہ مفتی محمد رضا المصطفیٰ ظریف قادری

ہدیہ فی پارہ ۱۵ روپے

مکتبہ قادریہ

ملنے کا پتہ

میلاد مصطفیٰ چوک۔ سرکلر روڈ۔ گوجرانوالہ۔ فون: 237699